نمبر ۲۳ | مورخہ ۱۷ ستمبر سنہ ۱۹۲۹ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

جناب مولوی ذوالفقار علیخان صاحب ناظر اعلیٰ چند دن کے لئے امرت سر تشریف لے گئے*

جناب مفتی محمد صادق صاحب شملہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں*

۱۴ ستمبر بعد عصر مسجد اقصیٰ میں جلسہ ہوا جس میں کئی اصحاب نے مسلمانان فلسطین پر یہودیوں کی چیرہ دستیوں کے متعلق تقریریں کیں اور ریزولیوشن پاس کئے گئے۔ مفصل آئندہ*

مولوی محمد یار صاحب ۸ ستمبر کو دورہ سرگودھا سے۔ اور مولوی محمد ابراہیم صاحب ۱۳ ستمبر کو ڈیڑھ ماہ کے دورہ سے واپس آئے۔

مولوی محمد حسین صاحب آریوں کے جلسہ پر ویرووال بھیجے گئے۔

اور مولوی غلام رسول صاحب راجیکی و مولوی غلام احمد صاحب مجاہد ۱۴ ستمبر کو ناروال کے جلسہ پر گئے*

بوچڑ خانہ کی ضرورت

جب سے سکھوں نے کیا مسمار بوچڑ خانہ ہے ۔۔۔ ہر جگہ مشہور ان کے ظلم کا افسانہ ہے

جبکہ لاہور۔ اور امرتسر میں ہیں مسلخ کئی ۔۔۔ قادیان کا پھر کھٹکتا کیوں یہ بوچڑ خانہ ہے

ذبح ہوتی ہیں ہزاروں گائیں روزانہ وہاں ۔۔۔ ہم کو اس سے روکنا پھر فعل مجنونانہ ہے

روکتے ہو ایک جائز چیز سے جبراً ہمیں ۔۔۔ یہ طریق اے ہندوؤ! کتنا دل آزارانہ ہے

ہم کسی کے کھانے پینے میں مخل ہوتے ہیں کب ۔۔۔ صلح کل۔ اپنی روش ہے۔ مسلک آزادانہ ہے

گوشت ہم کھائیں گے گائے کا۔ پئیں گے شوربا ۔۔۔ خونِ دل پیتا رہے۔ جو عقل سے بیگانہ ہے

یونہی جل بھن کر ہوئے جاتے ہیں کیوں ہندو کباب ۔۔۔ اپنا اپنا ہے مقدر۔ اپنا آب و دانہ ہے

دھمکیاں مت دو ہمیں۔ ہم موت سے ڈرتے نہیں ۔۔۔ آخرش دنیا سے اک دن کوچ ہی کر جانا ہے

اشرف المخلوق ہو کر۔ پوجتا ہے گائے کو

اے برہمن! تجھ سے بڑھ کر بھی کوئی دیوانہ ہے

اخبار احمدیہ

ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند سے جماعت احمدیہ کے ناظر صاحب امور خارجہ کی ملاقات

۱۱- ستمبر ۱۹۲۹ء - ہز ایکسیلنسی گورنر جنرل ہند نے وائسرائیگل لاج شملہ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب ناظر امور خارجہ کو موقعہ ملاقات عطا فرمایا - اور گفتگو متعلق حالات جماعت احمدیہ و حقوق مسلمانان ہند ہوئی ٭

غربا اور مساکین کی امداد فرمائیں

قادیان میں کئی ایک ایسے مسکین اور غریب مہاجرین رہتے ہیں جنہیں تن ڈھانکنے کے لئے کپڑے بھی نہیں ملتے - اسی طرح یتیم بچے اور غریب بیوہ عورتیں بھی بہت پریشان حال رہتی ہیں - ایسے ضرورت مند لوگوں کی مدد زکوٰۃ فنڈ سے کی جاتی ہے - مگر بسا اوقات فنڈ کی کمی کی وجہ سے ان کی بروقت ضرورت پوری نہیں کی جاسکتی - اس لئے میں جماعت کے آسودہ حال اصحاب کی خدمت میں التماس کرتا ہوں - کہ وہ کپڑے - پاپوش اور دیگر استعمال کی اشیاء ایسے ضرورت مند لوگوں کے لئے دفتر ڈاک میں بھیجکر عنداللہ ماجور ہوں - انچارج دفتر ڈاک قادیان

ایک نو مسلم نوجوان

نواکھالی بنگال کے ایک نہایت معزز خاندان کے ایک نوجوان جو ولایت بیرسٹری کی تعلیم کے لئے گئے تھے - تین چار سال کے بعد وہاں سے آئے ان کے حالات اس طرح معلوم ہوتے ہیں - کہ وہاں قرآن شریف پڑھتے رہے - اور درویشانہ زندگی کے دلدادہ ہو کر گھر واپس آئے ہیں - اپنے انگریزی بوٹ سوٹ سب پہنے والا صاحب کے پاس چھوڑ کر پھر کہیں نکل گئے ہیں - ان کے متعلق قیاس ہے - ولایت میں ان کے تعلقات احمدیوں سے ہو گئے تھے - اگر کسی انجمن احمدیہ میں وہ صاحب مقیم ہوں تو ان کا خاص خیال رکھیں - ان کا نام لطف الحمید چوہدری ہے - خاکسار عبدالخالق احمدی کلکتہ ٭

احتیاط

ایک شخص محمد سعید نام قد درمیانہ - سر پر پٹے - گفتگو نہایت میٹھی اور موثر کرتا ہے - اپنے آپ کو احمدی ظاہر کر کے احمدیوں سے امدادی رنگ میں روپیہ بٹورتا پھرتا ہے - اس سے بچیں - خاکسار نور احمد لکھو والی

شکریہ احباب کرام

میری بیعت حضرت اقدس سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر اکثر احباب کرام کی طرف سے مجھ ناچیز کو مبارکباد کے پے در پے خطوط موصول ہوئے ہیں - اور تادم تحریر وصول ہو رہے ہیں - میں چونکہ معزز اور محترم احباب کا فرداً فرداً شکریہ تحریر نہیں کر سکتا - لہذا بذریعہ اخبار "الفضل" تہ دل سے شکریہ پیش کرتا ہوں - میں نہایت ادب و احترام کے ساتھ بحضور حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ خصوصاً اور تمام احباب کرام کی خدمت میں عموماً اپنی مشکلات دور ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں - محمد ابراہیم خیر دزپوری

اعلانات نکاح

۱- سید بشارت احمد صاحب بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں - سیٹھ فاضل بھائی کا نکاح ۲۲ اگست لیلا بیگم جو سیٹھ ابراہیم الہ دین صاحب مرحوم کی صاحبزادی ہیں کے ساتھ بعوض دو ہزار روپے مہر الحاج مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نے پڑھایا - اس موقعہ پر بہت سے احمدی اور غیر احمدی معززین حاضر تھے - بمبئی - حیدر آباد اور سکندر آباد سے بھی بہت سے دوست اور رشتہ دار مدعو تھے - چنانچہ سیٹھ اسمٰعیل آدم احمدی آف بمبئی معہ دو صاحبزادگان تشریف لائے - ۲- ۱۸ اگست کو سماۃ زینب دختر مہر نبی بخش قوم ارائیں احمدی ساکن ننگل کس والہ ضلع شیخوپورہ کا نکاح بعوض مبلغ ۵۰۰ روپیہ مہر ہمراہ مسمی غلام محمد ولد نور علی احمدی قوم جٹ جالب ساکن موضع لدھے والا درکاں کے ساتھ میں نے پڑھا - غلام محمد از شیخوپورہ ۳- خاکسار کے فرزند میاں عبدالحمید صاحب احمدی کا نکاح اخویم میرزا علاء الدین بیگ صاحب کی بنت صفیہ خاتون کے ساتھ مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر پر انجمن احمدیہ کلکتہ میں اخویم صوفی مولوی عبدالخالق صاحب سیالکوٹی نے پڑھایا - محمد طیب اللہ احمدی امیر جماعت احمدیہ نورت پور - مرشد آباد ٭

ولادت

۱- خاکسار کے ہاں یکم ربیع الاول کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی دعا سے ۱۱ سال بعد دختر پیدا ہوئی - اس لئے اس مولودہ کو مسعودہ اور صالحہ بنائے - سراج الحق نعمانی - سرساوہ ضلع سہارنپور ٭ ۲- برادرم نذر محمد خان احمدی کے گھر خدا تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے - جس کا نام عطاء الرحمٰن خان رکھا گیا ہے - احباب دعا فرمائیں - کہ خدا تعالیٰ مولود مسعود کو نیک بنائے - اور لمبی زندگی عطا فرمائے - برادر موصوف کے دو بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو چکے ہیں - خاکسار اقبال محمد خان احمدی ہواگھر - عدن (عرب) ۳- ۲۷ اگست - اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے گھر لڑکا پیدا ہوا - احباب دعا کریں - کہ خداوند تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے - خاکسار شیخ رحمت اللہ - مجرہ ٭

درخواست ہائے دعا

۱- ہمیں اطلاع موصول ہوئی ہے - کہ محمد بخش خان صاحب رند احمدی ساکن بستی رندان کی چودہ بھینسیں قیمتی قریباً اڑھائی ہزار روپیہ چوری ہو گئی ہیں - احمدی احباب دعا کریں - بخیریت مال ان کے گھر واپس آجائے - ڈیرہ غازیخان کے احمدی اصحاب کو ان کی ہر طرح امداد کرنی چاہیئے ٭ ۲- میں چند مصائب میں مبتلا ہوں - احباب درد دل سے دعا فرمائیں - کہ بندہ کو خدا تعالیٰ تمام مصائب سے محفوظ رکھے - عنایت اللہ فیض اللہ چک - تھانہ شاہکوٹ منٹگمری ٭ ۳- برادرم شیخ عبدالعزیز صاحب منڈی اکاڑہ کا بچہ بوجہ بخار بیمار ہے - اس کے لئے دعائے صحت کی درخواست ہے - عبدالرحمٰن ۴- عبدالستار صاحب کی بیوی زچگی کی حالت میں اور ان کا لڑکا سخت بیمار ہو کر شفاخانہ گوجرانوالہ میں داخل کئے گئے - احباب دعا کریں - کہ دونوں کو صحت ہو - میرزا محمد حسین سکرٹری ترگڑی ٭ ۵- میری ہمشیرہ جو مخلص اور پر جوش احمدی ہے - عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہے - تمام احباب مریضہ کی صحت کے لئے تہ دل سے دعا فرمائیں - خلیل الرحمٰن از سامانہ ٭ ۶- یہ عاجز مرض مراق سے سخت تکلیف میں ہے صحت کے لئے درخواست دعا ہے ٭ محمد علی ٭ ۷- بھائی محمد میر صاحب ظفروال ضلع سیالکوٹ کی اہلیہ صاحبہ عرصہ ایک ماہ سے کھانسی اور بخار سے بیمار ہیں - احباب دعا صحت فرمائیں - چوہدری محمد شفیع سراڑوی ضلع سیالکوٹ ٭ ۸- میں مدت سے ایک بیماری میں مبتلا ہوں - علاج بہت کئے مگر فائدہ نہیں ہوا - حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور احمدی احباب دعا فرمائیں - کہ خدا تعالیٰ صحت بخشے - اور میں احمدیت قبول کر کے دین کی خدمت کر سکوں محمد اسمٰعیل کوٹلہ

حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے ہاں دختر نیک اختر کی ولادت

یہ خبر نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ سنی جائے گی - کہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کے مشکوئے معلی میں بمقام ۲ ستمبر ۱۹۲۹ء کو دختر تولد ہوئی - ہم اس تقریب پر حضرت نواب صاحب - حضرت بیگم صاحبہ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں - احباب دعا فرمائیں - خدا تعالیٰ نو مولود کو بلند طالع اور اقبال مند بنائے - آمین ٭

دعائے مغفرت

۱- میرا لڑکا مسمیٰ رحمت اللہ بعارضہ ہیضہ اس دار فانی سے رحلت کر گیا - احباب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں - ایک مخلص احمدی تھا - عمرالدین چک ۹ پنیار ۲- حضرت مولوی سید اکرام الدین صاحب احمدی سونگھڑوی مرحوم کی لڑکی مسماۃ سیدہ عفت النساء بی بی کا ۱۹ اگست انتقال ہو گیا - مرحومہ پیدائشی احمدی اور خاص خوبیوں کی مالکہ تھیں - جب کبھی کوئی خاص تحریک مرکز سے ہوتی - اس میں حصہ لینے کے لئے قابل تقلید کوشش کرتیں - اخبار الفضل پڑھنے کا خاص شوق تھا - مرحومہ کا غمزدہ بھائی خاکسار سید صمصام الدین احمد از جمشید پور ٭ ۳- ہمارے حسب ذیل احمدی بھائی فوت ہو گئے ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے - ۱- کریم بخش صاحب - ۲- ہدایت اللہ صاحب - ۳- غلام نبی صاحب ۴- نور محمد صاحب - خاکسار محمد مبارک احمدی مبلغ سندھ ٭ ۴- میرا لڑکا محمد اکمل خان فوت ہو گیا ہے نماز جنازہ صرف دو آدمیوں نے پڑھی - احباب نماز جنازہ پڑھیں ٭ نتھے خان احمدی - غازی کوٹ ٭ ۵- والدہ حیات محمد صاحب رضائے الٰہی سے فوت ہو گئیں - احباب دعا مغفرت کریں - عبدالعزیز از کوٹ کوڑا ٭ ۶- اہلیہ صاحبہ مہر علم دین ساکن موضع مہدی پور ضلع سیالکوٹ ۱۶ اگست فوت ہو گئیں - چونکہ اس موضع میں اور اس کے ملحقہ گاؤں میں احمدی بہت تھوڑے ہیں - مرحومہ پیدائشی احمدی خاتون تھی - مرحومہ کی مغفرت اور پسماندگان کے صبر کے لئے دعا فرمائی جائے - خدا بخش موضع مہدی پور ٭ ۷- میرا ایک سالہ بچہ انور بیگ بقضاء الٰہی مورخہ ۲۹ اگست انتقال کر گیا - خداوند کریم اسے غریق رحمت کرے - اور ہمیں صبر دے - مرزا معظم بیگ قادیان ۸- میری چھوٹی بچی مبارکہ یکم ستمبر کو قادیان میں فوت ہو گئی - انا للہ وانا الیہ راجعون - عزیزہ کی عمر قریباً ایک سال تھی - لمبے بخار اور پھوڑوں کے باعث موت واقع ہوئی ہے - احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو ہمارے لئے فرط بنائے - مجھے عزیزہ کی وفات کا اس لئے بھی زیادہ صدمہ ہے - کہ میری غیر حاضری میں اس کا انتقال ہوا - مکرمی مرزا محمد شفیع صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ مستحق شکریہ ہیں - جنہوں نے میرے بعد عزیزہ کی دوا وغیرہ کے متعلق اہتمام فرمایا - جزاہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۲۹ء | جلد ۱۷

کلکتہ ہائی کورٹ کا ایک اہم فیصلہ

نومسلم خاتون کی شادی غیر مسلم خاوند سے فسخ قرار دی گئی

بائیس سالہ نومسلمہ

کلکتہ ہائی کورٹ نے حال ہی میں ایک نہایت اہم مقدمہ کا فیصلہ کیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ ایک بائیس سالہ ہندو خاتون "پدم کماری سنہا" جو کلکتہ یونیورسٹی کی گریجوایٹ (بی۔اے) اور کسی سکول میں معلمہ ہے مسلمان ہو گئی۔

خاوند کو دعوتِ اسلام

چونکہ اس کی شادی فروری ۱۹۲۵ء میں ایک شخص بریشور گھوش موزمدار سے ہو چکی تھی۔ اس لئے اس نے فروری ۱۹۲۹ء میں اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرنے کے بعد اپنے شوہر کو بھی اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ تاکہ وہ ہم خیال اور ہم عقیدہ ہو کر زیادہ عمدگی اور آرام کے ساتھ زندگی گذار سکیں۔ لیکن اس کے شوہر نے اپنی بدقسمتی سے اس دعوت کو رد کر دیا۔

خاوند سے علٰحدگی

ایسی حالت میں چونکہ اس خاتون کے لئے ایک ایسے مرد کے ساتھ زندگی بسر کرنا ناممکن تھا۔ جو اسی دھرم اور اسی معاشرت کا پابند تھا۔ جس کے نقائص اور برائیوں سے متاثر ہو کر وہ اسے ترک کر کے اپنے لئے ایک اور رستہ تجویز کر چکی تھی۔ اس لئے اس نے ہندو مرد سے علٰحدگی ضروری سمجھی۔ اور اس علٰحدگی کو مروجہ قانون کے رُو سے مصدقہ بنانے کے لئے قانونی چارہ جوئی کی۔

مقدمہ کلکتہ ہائی کورٹ میں

یہ مقدمہ کلکتہ ہائی کورٹ کے جج مسٹر جسٹس پینکرج کے سامنے ۳۰ اگست ۱۹۲۹ء کو پیش ہوا۔ کمرہ عدالت مقدمہ کی کارروائی سننے والوں سے بھرا ہوا تھا۔ مدعیہ بذاتِ خود موجود تھی۔ مسٹر بی۔ کے گھوش معہ آئی۔ بی۔ سین اور مسٹر ڈی۔ این۔ سین اس کی طرف سے قانونی پیروکار تھے۔ شوہر موجود نہیں تھا۔

مقدمہ کا افتتاح

مسٹر آئی۔ بی۔ سین نے مقدمہ کی افتتاحی تقریر کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ کوئی رپورٹ شدہ مقدمہ تو نہیں۔ لیکن ایک غیر رپورٹ شدہ مقدمہ ایسا ہو چکا ہے جس میں شادی فسخ ہو چکی ہے۔ اور جو بہت کیس کی تائید میں ہے۔ اس کے بعد خاتون موصوف کی حیثیت، عمر اور شادی کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ یہ اس لئے مسلمان ہو گئی۔ کہ اس نے اپنے شوہر کے ساتھ رہنا۔ اور اس کے خاندان کی ہمدردی حاصل کرنا بہت مشکل پایا۔ اس کی شادی ہندو رسوم کے مطابق ہوئی تھی۔ لیکن شادی کے بعد اس نے محسوس کیا۔ کہ اُس کی حالت ناقابل برداشت ہے اس لئے وہ مسلمان ہو گئی۔ ہز لارڈ شپ عیسائی شادیوں کی صورت کو اس موقعہ پر مدنظر نہ رکھیں۔ اس مقدمہ میں معاملہ بالکل واضح ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر تبدیلِ مذہب کے بعد عورت اپنے شوہر کو اسلام لانے کی دعوت دے اور وُہ اسے قبول نہ کرے۔ تو پھر سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں۔ کہ عدالت قاضی کی حیثیت سے شادی کے فسخ ہو جانے کا اعلان کر دے۔

اسلامی قوانین کا حوالہ دیتے ہوئے مسٹر سین نے سید امیر علی کی کتاب کا بھی ذکر کیا جس میں لکھا ہے۔ کہ ایسے موقعہ پر اگر عورت نکاح فسخ کئے جانے کی درخواست کرے۔ تو قاضی کو اس درخواست کے مسترد کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔

عدالت عالیہ اور نومسلمہ

اس کے بعد مسٹر جسٹس نے خاتون سے جس کا اسلامی نام عائشہ بی بی ہے چند ایک سوال پوچھے۔ جن میں سے ایک یہ بھی تھا۔ کہ مذہب بدلنے سے تمہاری غرض کیا تھی۔ خاتون موصوفہ نے کہا۔ شادی کے بعد کی میری زندگی خوشگوار زندگی نہ تھی۔ اس کے علاوہ شوہر کے خاندان کا کوئی ممبر مجھ سے ہمدردی نہ رکھتا تھا۔ خود شوہر کو بھی مجھ سے کوئی ہمدردی نہ تھی۔

مسٹر جسٹس نے پوچھا جس وقت تم اسلام میں داخل ہوئیں۔ تم کو اسلام کی صداقت پر یقین تھا۔ خاتون نے جواب دیا۔ بے شک۔ اس کے ساتھ ہی جب یہ پوچھا گیا۔ کہ کیا اب بھی تم کو یقین ہے۔ تو اُس نے کہا ضرور۔

شوہر کی طرف سے جواب

اس کے بعد شوہر کے وکیل کو بلایا گیا۔ اس کے کلرک نے آ کر بیان دیا۔ کہ شوہر نے بذریعہ خط اطلاع دی ہے۔ چونکہ اس کی عورت بلا وجہ اس کے پاس سے چلی گئی ہے۔ اس لئے وہ اس سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا۔ اور تبدیل مذہب کی دعوت کو سختی کے ساتھ مسترد کرتا ہے۔

فیصلہ

مسٹر جسٹس نے یہ بیان سُننے کے بعد اعلان کیا۔ کہ میں اسلامی قانون کی رُو سے شادی فسخ قرار دیتا ہوں۔

ایک ضروری امر

یہ فیصلہ اس لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے۔ کہ عام طور پر برطانوی عدالتیں ایسی صورت میں اس اصل کو مدنظر نہیں رکھتیں۔ جو عدالت عالیہ کلکتہ کے مسٹر جسٹس پینکرج نے پیش نظر رکھا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جب کوئی شادی شدہ عورت برضا و رغبت مسلمان ہونے کا اعلان کر دے۔ تو پھر اُسے حق حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ اس کا مقدمہ اسلامی قانون کے مطابق سُنا جائے۔ اور شریعت اسلامیہ نے جو فیصلہ دیا ہے۔ اس کا نفاذ کیا جائے۔ عام طور پہ کیا یہ جاتا ہے کہ مسلمان عورت کو ہندو قانون کے ماتحت رکھکر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اور چونکہ ہندو قانون میں طلاق کے متعلق کوئی تشریح نہیں۔ اس لئے نومسلمہ کی شادی غیر مسلم سے فسخ نہیں قرار دی جاتی۔ اور اسے مجبور کیا جاتا ہے۔ کہ وہ نہ صرف ہندو مرد کے ظلم و ستم کا تختہ مشق بنی رہے۔ بلکہ اپنے مذہب سے بھی دستبردار ہو جائے۔

عورت کو مذہبی آزادی

صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ ایک بہت بڑا ظلم ہے۔ اور اس حکومت میں جاری ہے۔ جو نہ صرف ہر فرد کو مذہب کی آزادی بلکہ ضمیر کی آزادی دینے کی مدعی ہے۔ جس طرح ایک مرد کو حق ہے۔ کہ وہ جو چاہے۔ مذہب اختیار کرے۔ اور کوئی اسے اس سے روک نہیں سکتا۔ اسی طرح عورتوں کا بھی حق ہے۔ کہ جس مذہب کو سچا پائیں۔ اسے قبول کریں لیکن شادی شدہ غیر مسلم خواتین کو مذہب کی تبدیلی کے بعد غیر مذہب کے مردوں کے قبضہ و اختیار میں ہی رہنے پر مجبور کرنا ان کی مذہبی آزادی پر بہت بڑا ظلم کرنا ہے۔

نومسلم خواتین پر ظلم بند

جُوں جُوں ہندو خاندانوں میں تعلیم کے ساتھ ساتھ پُرانے عقائد اور رسوم سے آزادی حاصل کرنے کی جُرأت پیدا ہو رہی ہے اور ہندو خواتین میں اسلام کے بہترین احکام اور ہندوازم کی ناقابل برداشت پابندیوں کا مقابلہ کرنے کی اہلیت نمایاں ہو رہی ہے۔ وہ اسلام کی طرف مائل ہو رہی ہیں۔ اب یہ ظلم قطعاً باقی نہیں رہنا چاہیئے۔ کہ کوئی عاقل۔ بالغ خاتون اسلام لانے کے بعد غیر مسلم سوسائٹی میں اور غیر مسلم خاوند کے ساتھ رہنے پر مجبور کی جائے۔ بلکہ اُسے آزادی ہونی چاہیئے۔ کہ جس طرح اُس نے اپنے سابقہ مذہبی عقائد اور رسوم کو ناقابل عمل اور ناقابل برداشت سمجھ کر ترک کر دیا ہے۔ اسی طرح ان عقائد کی پابند سوسائٹی اور سابقہ خاوند کو بھی چھوڑ دے۔ عدالت عالیہ کلکتہ نے اس کے لئے اپنے تازہ فیصلہ کے ذریعہ بہت کچھ آسانی پیدا کر دی ہے مسلمانوں کو اس مثال سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور نومسلم خواتین کی ہر طرح امداد کرنی چاہیئے۔

مسٹر جسٹس پینکرج قابل شکریہ ہیں جنہوں نے معاملہ کی اہمیت کا پورا پُورا احساس کیا۔ اور ایک خاتون کو اس کا ضروری حق دلانے سے دریغ نہ کیا اسی طرح ہم اس خاتون کو بھی بہت خوش قسمت خیال کرتے ہیں۔ جسے نہ صرف اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ بلکہ اس کے ذریعہ دوسری مسلمان ہونے والی خواتین کے لئے بھی ایک حد تک رستہ صاف ہو گیا۔

مسئلہ طلاق اور ہندو

نومسلم خواتین کی ہندو شوہروں سے علیحدگی کے متعلق جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ یہ طریق ہی غلط ہے کہ ہندو لا میں اس کے متعلق فیصلہ تلاش کیا جائے۔ مدعیہ جب مسلمان ہے تو اس کا حق ہے۔ کہ اسلامی قانون کے مطابق فیصلہ کرائے۔ لیکن اب تو ہندو بھی اس بات کی ضرورت سمجھ رہے ہیں کہ طلاق کا طریق اپنے ہاں جاری کریں۔ چنانچہ آریہ اخبار "پرتاپ" نے اپنی کرنٹی نمبر ۲۸ راگست میں ایک مضمون "مسئلہ شادی کا مستقبل" شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے:-

"ایک اور سوال جس پر ان دنوں ہندوؤں کے اصلاح پسند طبقہ کی توجہ مذکور ہو رہی ہے۔ وہ طلاق کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ پر سوشل کانفرنس کے سالانہ اجلاس میں بھی بحث ہوئی تھی۔ ہندوؤں میں اصلاحات رائج کرنے کے حامی کئی گرمجوش ریفارمر ہندوؤں میں طلاق کا طریقہ جاری کرنے کی پورے دل سے حمایت کرتے ہیں۔ کچھ دن ہوئے سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی کے ایک ممبر نے ایک ناول شائع کی تھی۔ جہاں تک میرا خیال ہے یہ کتاب زیادہ افسانہ کے خیال سے نہیں بلکہ پراپیگنڈا کی نیت سے لکھی گئی ہے۔ اس کتاب میں ایک تعلیم یافتہ ہندو لڑکی کی المناک داستان بیان کی گئی ہے۔ کہ جس کے لئے اپنے خاوند کے ساتھ رہنا مشکل ہو رہا ہے۔ پتی اس کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے ایسے حالات میں اس کے لئے اور کوئی چارہ نہیں کہ وہ اپنے پتا کے گھر واپس چلی جائے۔ جب یہ لڑکی چلی جاتی ہے۔ تو اس کا پتی ایک اور شادی کر لیتا ہے۔ اور یہ بیچاری کس مپرسی کی حالت میں رہ جاتی ہے۔ اس اثنا میں اسے ایک اور نوجوان کے لئے اپنے دل میں کشش محسوس ہوتی ہے۔ یہ نوجوان شادی کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے مگر انکی شادی نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کے والدین پرانے خیالات کے ہیں اور مروجہ قانون کی رو سے بھی ایسی شادی جائز نہیں ٹھیرتی۔ میرے خیال میں یہ ناول زمانہ کی آواز اور ضروریات کی صحیح تصویر پیش کرتا ہے۔ وہ وقت دور نہیں۔ جب تعلیمیافتہ نوجوانوں کے جذبات موجودہ حالات میں انقلاب پیدا کرنا چاہیں گے۔ اور مسئلہ طلاق کو ایک حقیقت کی صورت میں سوسائٹی کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔"

بلاشبہ ہندوؤں میں طلاق کی ضرورت کا احساس کرانے والی وجوہات اور ہیں اور وہ انکی معاشرتی اور خانگی مشکلات ہیں۔ تاہم جب اور باتوں کو خاوند بیوی کی علیحدگی کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔ تو اختلاف مذہب تو اتنی بڑی وجہ ہے۔ کہ سب سے اوپر اسے جگہ ملنی چاہیئے۔

ہندوؤں میں شادی فسخ نہیں ہو سکتی

دیانندی جب اپنے گھروں کی حالت دیکھتے ہیں۔ تو بے اختیار پکار اٹھتے ہیں۔ کہ طلاق کی رسم جاری کئے بغیر وہ خرابیاں دور نہیں ہو سکتیں جن میں ہندو سوسائٹی مبتلا ہے۔ چنانچہ اس اقتباس سے جو پہلے درج ہو چکا ہے۔ یہ امر بخوبی ظاہر ہے لیکن جب کوئی خاتون بوجہ ہندو مذہب کے اپنی شادی فسخ کرانا چاہتی ہے۔ تو پھر یہ سنانے لگتے ہیں کہ ہندوؤں کی شادی کسی صورت میں فسخ نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ کلکتہ ہائیکورٹ کے اس فیصلہ کا جس کا ذکر ہم دوسری جگہ کر چکے ہیں حوالہ دیتا ہوا ملاپ ۵ ستمبر لکھتا ہے:-

"اس لڑکی کی پہلی شادی کلکتہ کے جج صاحب نے فسخ کر دی ہے ہندوؤں کی شادی کسی حالت اور کسی صورت میں فسخ نہیں ہو سکتی"

اگر یہ درست ہے۔ تو پھر دیانندی طلاق کے جاری کرنے پر کس منہ سے زور دے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ہندوؤں کی شادی کسی حالت اور کسی صورت میں فسخ نہیں ہو سکتی۔ نہ یہ کہ جب کوئی ہندو ہی نہ رہے۔ تو بھی اسکی شادی فسخ نہیں ہو سکتی۔ ہندو دھرم صرف ہندوؤں کیلئے ہے اور جو ہندو نہ رہے۔ اسے ہندو دھرم کے کسی حکم سے کیا تعلق۔

دیانندیوں کو بڑے زور شور سے یہ اعلان کرنا چاہیئے۔ کہ ہندوؤں کی شادی کسی حالت اور کسی صورت میں فسخ نہیں ہو سکتی۔ تاکہ وہ ہندو مرد اور عورتیں جو بیچارے ان مل اور بے جوڑ شادیوں اور ناموافق حالات میں نہایت تکلیف دہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ انہیں معلوم ہو جائے۔ کہ ہندو دھرم میں رہ کر انکی گلو خلاصی ناممکن ہے اور وہ جلد سے جلد ہندوؤں میں سے نکلنے کی تجویز پر غور کرنے کی ضرورت محسوس کر سکیں۔

مسلمانوں کا شکریہ

مسلمان پبلک اور مسلم اخبارات نے نہ صرف انتہائی جوش اور صدق دلی کے ساتھ مذبح کے معاملہ میں تائید اور حمایت کی ہے بلکہ صاف اور واضح الفاظ میں اس بات پر بھی آمادگی ظاہر کی ہے۔ کہ اگر سکھ اور دیانندی تشدد اور قانون شکنی کے ذریعہ مسلمانوں کو اپنے جائز حق سے محروم کرنا چاہیں۔ تو اس کے مقابلہ میں شریک ہونے کے لئے تمام مسلمان بخوشی آمادہ و تیار ہیں۔ ہم اپنے بھائیوں کے اس ارادہ کا جو انہوں نے ایک اسلامی حق کی حفاظت کے متعلق ظاہر کیا ہے تہ دل سے شکریہ ادا کرتے اور انہیں یقین دلاتے ہیں۔ کہ بفضل خدا قادیان اور اس کے ارد گرد کے مسلمان بفضل خدا ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمہ وجہ تیار ہیں۔ اور انشاءاللہ اپنے حق کی حفاظت کے لئے سعی اور کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرینگے۔ اگر حالات نے ایسی صورت اختیار کر لی۔ جس کے لئے بیرونی امداد کی ضرورت لاحق ہوئی۔ تو اس وقت امید ہے ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ بیرونی اصحاب خود بخود اپنے فرض کو محسوس کریں گے۔

"شیر پنجاب" کی دھمکی

سکھ اخبار "شیر پنجاب" کبھی کبھی با دل ناخواستہ مذبح قادیان کے متعلق کچھ نہ کچھ لکھتا رہتا ہے۔ اور ہر دفعہ اپنی تان اس پر توڑتا ہے۔ کہ مذبح بند کر دینا چاہیئے۔ ورنہ فساد ہو جائے گا۔ چنانچہ اپنے ۸ ستمبر کے پرچہ میں لکھتا ہے:-

"بوچڑخانہ کے مکرر اجراء کی مرزائیوں کو اب ہرگز اجازت نہیں ملنی چاہیئے۔ ورنہ قادیان میں کسی بھی وقت آتش فساد کے بھڑک اٹھنے کا احتمال ہے"

اگر مسلمانوں کے اپنے ایک حق سے فائدہ اٹھانے پر ہندو اور سکھ فساد کی آگ بھڑکا سکتے ہیں۔ تو ہر بات جو انکی منشا کے خلاف ہو اسے وجہ فساد بنا سکتے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ کو فسادیوں کی خاطر زیادہ ملحوظ ہے یا ان لوگوں کی جو پابند قانون ہیں اور جو دوسروں کے حقوق غصب نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ محض اپنا حق حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

جب سکھوں کے نزدیک گائے کو کوئی مذہبی تقدیس حاصل نہیں ہے۔ جیسا کہ معزز اور ذمہ وار سکھ اصحاب بیان کر چکے ہیں تو "شیر پنجاب" کو جاہل دیہاتی سکھوں کو گائے کے متعلق انکی صحیح پوزیشن سمجھانی اور فتنہ و فساد سے باز رکھنا چاہیئے نہ کہ فساد کی تحریک کرنی چاہیئے۔ اگر سکھ اور ہندو فساد کر سکتے ہیں تو مسلمان اپنی حفاظت کرنا بھی جانتے ہیں۔ اور نہ صرف فساد کا "احتمال" انکے لئے کچھ اثر نہیں رکھتا۔ بلکہ خود فساد بھی انہیں اپنے حق سے باز نہیں رکھ سکتا۔

ڈسکہ کے ہندو اور سکھ

ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں ایک عرصہ سے سکھوں اور ہندوؤں میں ایک بہت بڑی جائداد پر جھگڑا ہو رہا ہے۔ عدالتی طور پر ہندوؤں کو قبضہ مل گیا ہے۔ اور سکھ مزاحمت کر رہے ہیں۔ نتیجہ حال میں ڈپٹی کمشنر صاحب کے حکم کے مطابق ڈپٹی انسپکٹر جنرل۔ پولیس سپرنٹنڈنٹ۔ اور انسپکٹر پولیس۔ مجسٹریٹ علاقہ اور پولیس کی بڑی بھاری جمعیت کی موجودگی میں سکھوں کے تالے کھلوا کر ہندوؤں کو قبضہ دلایا گیا۔ اور مزاحمت کے جرم میں ۱۷ سکھ گرفتار کر لئے گئے۔

اس واقعہ کا ذکر کرتا ہوا دیانندی اخبار "ملاپ" (۱۱ ستمبر) جو قادیان کے مذبح کے متعلق گھر بیٹھے قانون شکن سکھوں کی پیٹھ ٹھونک رہا ہے لکھتا ہے:-

"اگر یہ انصاف نہ ہوتا۔ تو خیال کیا جاتا۔ کہ اب دھینگا مشتی ہی کی حکومت ہے۔ جسکی لاٹھی اسکی بھینس کا راج ہو گیا ہے اکالیوں کو اس سے سبق سیکھنا چاہیئے۔ اور ناحق مورچے نہ لگانے چاہئیں۔ اس سے وہ مورچوں کی قیمت پر بھی پانی پھیر رہے ہیں"

کیا ان الفاظ سے صاف ظاہر نہیں ہے۔ کہ جب دیانندیوں کے اپنے گھر کو لگی۔ تو انہیں دھینگا مشتی معلوم ہونے لگی۔ اور سکھوں کو گرفتار کر لئے اور خود جائیداد پر قبضہ کر لینے کو انصاف قرار دینے لگ گئے۔ یاد رکھنا چاہیئے دھینگا مشتی کسی جگہ بھی برداشت نہیں کیجا سکتی۔ اور ہر جگہ اس کے دبانے کا نام انصاف ہے۔ کیا ہی اچھا ہو۔ قادیان کے مذبح کے متعلق قانون شکنی کرنے والے سکھوں کو بھی دیانندی یہی سبق سکھائیں۔

اشارات

حیدرآباد دکن میں مسلمانوں کی مذہبی حالت

حیدرآباد دکن مسلمانوں کی ایک عظیم الشان ریاست ہے جس پر انہیں بجا طور پر فخر ہے لیکن خواجہ حسن نظامی صاحب نے جو آجکل حیدرآباد میں مقیم ہیں۔ وہاں کی مذہبی حالت کا جو نقشہ کھینچا ہے۔ وہ اگرچہ بہت مختصر ہے۔ مگر نہایت ہی دلدوز ہے۔ خواجہ صاحب لکھتے ہیں:-

"مذہبی محکمہ رات دن سوتا رہتا ہے۔ ہندوؤں کی تاریخ میں پڑھا تھا۔ کہ کوئی شخص چھ مہینے سوتا تھا۔ اور چھ مہینے جاگتا تھا مگر حیدرآباد کا مذہبی محکمہ سالہا سال سے سوتا ہی رہتا ہے۔ اور کبھی جاگنے کا نام نہیں لیتا۔ جب سے میں نے حیدرآباد میں آنا شروع کیا ہے۔ جس کو سولہ برس کا عرصہ ہوگیا۔ میں نے کبھی کسی شخص سے حیدرآباد کے مذہبی محکمہ کی کوئی اچھی کارگذاری نہیں سنی۔ حیدرآباد جیسی پایہ تخت جگہ میں ہزاروں مسلمان کلمہ پڑھنا بھی نہیں جانتے اور اضلاع اور دیہات کے مسلمانوں کی مذہبی حالت تو ناگفتہ بہ نظر آتی ہے۔ مگر امور مذہبی کے محکمہ نے کوئی توجہ اصلاح و ترقی کے لئے نہیں کی۔ حالانکہ اس کے ہاتھوں لاکھوں روپے مذہب کی ترقی اور حفاظت کے لئے خرچ کئے جاتے ہیں" (منادی ۷ ستمبر)

ایک اسلامی حکومت میں اس کے دارالسلطنت میں رہنے والے مسلمانوں کی یہ حالت نہایت ہی افسوسناک ہے۔ اور مضافات کی جو کچھ حالت ہے۔ اس کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ زیادہ افسوس کی بات یہ ہے۔ کہ ایک خاص محکمہ امور مذہبی کا قائم ہے۔ جو لاکھوں روپے ترقی اور حفاظت اسلام کے نام سے سالہا سال سے خرچ کر رہا ہے مگر ابھی تک مسلمانوں کو کلمہ پڑھنا بھی نہیں سکھا سکا۔ بے شک حضور نظام امور مذہبی کا محکمہ مقرر کرکے ایک اہم فرض سے سبکدوش ہوگئے اور ساری ذمہ واری اس محکمہ پر عائد ہوتی ہے۔ تاہم ضروری ہے۔ کہ اس محکمہ کی نگرانی ہو۔ اور اس سے کارگذاری طلب کی جائے۔ پھر اگر اس کے کارکن اپنے فرائض ادا کرنے کے نااہل ثابت ہوں۔ تو ان کی بجائے کام کرنے والے اور اسلام کا درد رکھنے والے مقرر کئے جائیں۔

ڈپٹی کمشنر صاحب فیروزپور کو دھمکی

فاضلکا کے مسلمانوں کو ذبح کی جو اجازت ڈپٹی کمشنر صاحب فیروزپور نے دی تھی اور جسے اپیل میں کمشنر صاحب جالندھر نے اس بنا پر بحال رکھا تھا کہ فاضلکا میں مسلمانوں کی آبادی اس قدر ہے۔ کہ اس کے مطالبہ مذبح کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی رو سے گذشتہ ماہ میں وہاں مذبح کا افتتاح ہوگیا۔ دیانندی وغیرہ آئینی طور پر مذبح کے بند کرانے میں ناکامی کا منہ دیکھ کر اب غیر آئینی طریق اختیار کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ چنانچہ ملاپ وغیرہ دیانندی اخبارات میں ایک ایسا اعلان شائع ہوا ہے جس میں ڈپٹی کمشنر صاحب سے مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ مذبح بند کردیں۔ ورنہ ان کو قتل کر دیا جائیگا۔

ڈپٹی کمشنر صاحب تو اس دھمکی کو کیا خاطر میں لائینگے۔ لیکن اس سے گائے کے پجاریوں کی ذہنیت کا علم بخوبی ہو سکتا ہے۔ کیا گورنمنٹ اس ذہنیت کو ضروری نہیں سمجھتی جس کی یہی صورت ہے۔ کہ جہاں جہاں بھی مسلمان مذبح کے حق کا مطالبہ کریں۔ وہاں انہیں فوراً اس کی اجازت دی جائے اور جو لوگ اس کے خلاف قانون شکنی کریں۔ انہیں کیفر کردار کو پہنچایا جائے۔

گذشتہ دنوں اسیران سازش لاہور وغیرہ کے لئے اہل لاہور کی طرف سے چندہ جمع کرنے کے لئے جلوس نکلتے تھے۔ گورنمنٹ نے اس قسم کے جلوسوں کی ممانعت کردی۔ مگر چند شوریدہ سروں نے اس قانون کی مخالفت کی اور جلوس نکالا۔ ذمہ وار افسروں نے اس جلوس کے سرغنوں کو گرفتار کرکے زیر دفعہ ۱۸۱-۱۸۸ مقدمہ دائر کیا۔ ماخوذین میں مولوی ظفر علی خاں بھی تھے۔ آپ نے مقدمہ کے دوران میں کبھی ضمانت دی۔ اور کبھی منسوخ کرالی ۲۳ اگست ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اس مقدمہ کا فیصلہ سنایا اور بقول "زمیندار" مولانا کو "بری" کردیا۔

اخبار "زمیندار" نے جس کے متعلق مدیر "انقلاب" نے بجا فرمایا ہے۔ "ہم پورے وثوق کے ساتھ دعوے کرتے ہیں۔ کہ جتنی بے جا مدح سرائی یا بے جا قدح و ہجو "زمیندار" نے کی ہے۔ ہندوستان کے کسی اردو روزنامے نہیں کی" ۲۴ اگست اس موقعہ پر اپنے مولانا کی شان کا یہ الفاظ ذکر کیا ہے۔ اور خواہ مخواہ سلسلہ احمدیہ کے منہ آنا چاہا ہے۔ لکھا ہے "آقائے ظفر علی خاں پر اس سے پہلے بھی بارہا مقدمات چلے۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا۔ کہ انہیں سزا دئے بغیر چھوڑ دیا گیا ہو۔ اور یہ پہلا ہی موقعہ ہے۔ کہ ایسا ہوا۔ ہمارے نزدیک اس کی ایک وجہ تو یہ ہے۔ کہ ایک ایسی دفعہ کے ماتحت جو زیادہ سے زیادہ ایک مہینے کی قید کی سزا تجویز کرتی ہو سزایاب ہونا ان کے بلند شان کے بھی شایان شان نہ تھا...... اور دوسری وجہ اس کی یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کو منظور نہ تھا۔ کہ محمد صادق مرزائی کوتوال شہر کو یا فرقہ مرزائیہ کے اخبارات کو یہ کہنے کا موقعہ مل جاتا۔ کہ ازبسکہ آقائے ظفر علی خاں نے گذشتہ تین ماہ میں مرزا صاحب کی تعلیمات اور ان کے جانشینوں کے افعال و اعمال پر نہایت سختی کے ساتھ نکتہ چینی کی ہے اس لئے ان کی سزایابی مرزا صاحب کے الہام انی مھین من اراد اھانتک کے ماتحت عمل میں آئی ہے" (زمیندار ۲۵ اگست ۱۹۲۹ء)

ان الفاظ میں مولانا کی جس "بلند شان" کا تذکرہ ہے۔ اور جس "بریت" کو باعث صد افتخار اور آسمانی ذلت سے بچنے کا ذریعہ بتایا گیا ہے اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے ہم "زمیندار" کی اسی اشاعت سے مجسٹریٹ صاحب کے فیصلہ کے الفاظ پیش کرتے ہیں۔ جو یہ ہیں:-

"اب باقی مولانا ظفر علی خان۔ امرناتھ اور منگل سنگھ کا مقدمہ ہے۔ یہ تین ملزم جو عوام پر یہ ظاہر کر رہے تھے کہ وہ جلوس کے ہمراہ ہیں حقیقت میں وہ **بزدل لوگ** ہیں۔ جو مظاہرہ تہور کے ساتھ اس کے مواخذہ سے بھی بچنا چاہتے ہیں۔ امرناتھ اور منگل سنگھ کہتے ہیں۔ کہ وہ جلوس کے قریب تھے اخبار نویس کی حیثیت میں تھے۔ ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ ملزم یقیناً جلوس کے ممبر تھے۔ کیونکہ اول الذکر دو آدمی ایک کپڑے کا ٹکڑا اٹھائے ہوئے تھے جس میں چندہ لیا جا رہا تھا۔ تیسرے کے نزدیک ہونے کے متعلق اور کچھ کہا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ لیکن چونکہ وہ واقعہ کو تسلیم کرنے سے ڈرتے ہیں۔ اور بیباک طور پر اس جلوس سے علیحدہ رہنے میں فخر سمجھتے ہیں۔ جس کے وہ کسی وقت مشتاق ہوتے تھے۔ لہذا اگر کوئی شک ہے۔ تو میں ان ملزموں کو اسی شک کا فائدہ دیتے ہوئے انہیں بری کرتا ہوں"

ان الفاظ کی موجودگی میں "زمیندار" کا محولہ بالا بیان ڈھٹائی کا مکمل نمونہ ہے۔ وہ شخص جو اتنا "بزدل" ہے۔ کہ باوجودیکہ جلوس کا سرگرم ممبر تھا۔ مگر صرف "ایک ماہ" سے ڈر کر جھوٹ بول دیتا ہے۔ اس کی ذلت میں کیا شبہ رہ جاتا ہے۔ ہم "زمیندار" کو بتانا چاہتے ہیں۔ کسی جرم کے بدلہ قید ہونا بھی ذلت ہے۔ مگر اس سے بدرجہا بڑھ کر وہ ذلت ہے۔ جسے جھوٹ کذب اور دروغ کہا جاتا ہے۔ ہم اس "بریت" پر لعنت بھیجتے ہیں۔ جو جھوٹ بول کر حاصل کی جائے۔ مومن جھوٹ کو اپنے بچاؤ کا ذریعہ نہیں بنایا کرتا۔

ہمیں ضرورت نہ تھی۔ کہ مولانا کی "ذلتوں" کو واشگاف بیان کرتے۔ مگر "زمیندار" نے اس کی تقریب پیدا کردی ہے۔ اس لئے مختصراً عرض ہے۔ امان اللہ خان کے متعلق "زمیندار" اور اس کے نوزائیدہ "لوڈی" کو جو ذلت نصیب ہوئی۔ وہ کیا کچھ کم تھی۔ اگر باور نہ ہو۔ تو غلام حیدر احمدی کا واقعہ اور "قشون قاہرہ" کی خبریں دوبارہ ملاحظہ کرلیں۔ پھر ۱۲ اگست کو "تقطیع کی تبدیلی" اور مالی طور پر ضعیت و فلاکت کا رونا۔ تین ماہ تک سخت "نکتہ چینی" کا ہی نتیجہ ہے۔ جس پر معاصر "انقلاب" نے لکھا ہے:-

"زمیندار اپنے اسلامی معاصروں کو تباہ کرنے کے لئے پے در پے ایسی حرکتیں کرتا رہا۔ جو اس کے لئے کسی حالت میں بھی آبادی اور نفع و فائدہ کا ذریعہ نہ تھیں۔ بلکہ بربادی اور نقصان و خسران ہی کا ذریعہ تھیں" (۲۴ اگست)

مولوی ظفر علی خاں کو وہ ذلت بھی بھول نہیں سکتی۔ جو انہیں حال ہی میں کانگرس کے عہدوں کے بارہ میں اٹھانی پڑی۔ اور جس کے متعلق آپ مختلف "کچے چٹھے" شائع کرکے دل بہلاوے کا سامان فراہم کر رہے ہیں۔ اور حریف کامیاب کی کامرانی کا باعث روپیہ قرار دے رہے ہیں۔ اس پر "افکار و حوادث" کی یہ چوٹ مزید رسوائی کا موجب ہے۔ کہ:-

"قدرت نے دو ہی سال کے اندر ان حضرات (ظفر علی خان وغیرہ) کو دکھا دیا کہ اگر تم روپیہ خرچ کرکے کسی جلسہ کو خراب کر سکتے ہو۔ تو دوسرے بھی روپیہ خرچ کرکے تمہیں کانگرس کے عہدوں سے محروم کر سکتے ہیں"

ان سب ذلتوں کے علاوہ خود اسی قضیہ میں کذب صریح جیسی ذلت بہت بڑی ذلت ہے۔ اے کاش۔ کہ آقائے موصوف اب بھی سمجھیں۔ کہ انی مھین من اراد اھانتک کس طرح پورا ہو رہا ہے۔

مولوی ظفر علی خاں نے "اتحاد عرب و عجم" کے عنوان سے "زمیندار" ۲۵ اگست میں ایک مقالہ افتتاحیہ شائع کیا ہے۔ مولانا نے سفارت نجد کے قیام ایران پر غالباً

قادیان میں مذبح کی ضرورت اور ہندوؤں سکھوں کے دلائل کی تردید

قادیان کی شہرت

قادیان ایک قصبہ ہے جو حضرت مرزا غلام احمدؑ مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی اور سلسلہ کی وجہ سے ساری دنیا میں مشہور ہے اسکی آبادی میں نوّے فیصدی مسلمان ہیں۔ اسکے ارد گرد جو گاؤں بالکل اس کے ملحق ہیں۔ مثلاً ننگل کلاں۔ ننگل خورد۔ بھینی کلاں بھینی خورد۔ نواں پنڈ قادر آباد۔ نواں پنڈ احمد آباد۔ اور کھارا۔ ان سات گاؤں میں ایک بھی متنفس ہندو یا سکھ نہیں۔ ان قریبی گاؤں سے جو دوسرے گاؤں ہیں۔ وہ سکھوں اور مسلمانوں کی ملی جلی آبادی کے ہیں۔

مذبح اور اس کے متعلقہ واقعات

آج سے قبل قادیان کے مسلمان اپنی ضروریات کے لئے عید اور دوسرے موقعوں پر گائے ذبح کرتے تھے۔ لیکن پچھلے سال جب گورنمنٹ نے اس قصبہ میں سمال ٹاؤن کمیٹی قائم کی۔ تو اس فعل کو ایک باضابطہ شکل میں لانے کے لئے کمیٹی کی معرفت اہل قادیان نے مذبح کی درخواست کی جسے ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور نے منظور کرلیا۔ اور سمال ٹاؤن کمیٹی نے ڈپٹی کمشنر صاحب کی مقرر کردہ جگہ پر مذبح تعمیر کیا۔ اور باقاعدہ امن وامان سے کام شروع ہوگیا۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد قادیان کے بعض ہندوؤں اور سکھوں کی تحریک پر قادیان کے مضافات کے سکھوں کی ایک شوریدہ سر جماعت نے جمع ہوکر اسے مسمار کردیا جس پر پولیس نے ملزموں کو گرفتار کرنا شروع کیا۔ جن پر مقدمہ چل رہا ہے۔ اسی عرصہ میں قادیان کے ہندوؤں نے ڈپٹی کمشنر صاحب کے اس فیصلہ کے خلاف قسمت لاہور کے کمشنر صاحب کے پاس اپیل کی۔ کمشنر صاحب نے تا فیصلہ اپیل گایوں کا ذبح کرنا موقوف کردیا۔ اور ابھی تک کمشنر صاحب نے کوئی فیصلہ صادر نہیں کیا۔ یہ ہیں واقعات اس حادثہ کے جو آجکل پنجاب کے ہندو و مسلمان اخبارات میں زیر بحث ہے۔ میں اصل واقعات بیان کرنے کے بعد اس امر کے متعلق کہ آیا مذبح قادیان میں رہنا چاہئیے یا نہیں کچھ گذارش کرنا چاہتا ہوں۔

قادیان کی ۹۰ فیصدی آبادی کا جائز حق

قادیان کی آبادی میں ۹۰ فیصدی مسلمان ہیں۔ کسی قصبہ میں مسلمانوں کی ایسی غیر معمولی کثرت یقیناً اس امر کی مقتضی ہے کہ اسکی تمدنی ضروریات کا گورنمنٹ خاص خیال رکھے۔ اور یہ بالکل عیاں ہے کہ مسلمانوں کے لئے گوشت اور بالخصوص گائے کا گوشت جو بکرے کے گوشت سے تین گنا ارزاں ہوتا ہے ایک لازمی اور لابدی امر ہے۔ پس مذبح کے بند کردینے کے یہ معنی ہیں کہ قصبہ کی نوّے فیصدی آبادی کو اس کے جائز حق سے محروم کردیا جائے۔ اور یہ ملکہ معظمہ کے اس اعلان کے خلاف ہے جس میں تمام فرقوں کو مذہبی اور تمدنی آزادی عطا کی گئی ہے۔

ملحقہ دیہات کے باشندوں کی حالت

قادیان کے [illegible] تمام [illegible] مسلمانوں کے ہی ہیں جیسا کہ اور بہت سے گاؤں [illegible] اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے قصبہ قادیان کی مارکیٹ کے محتاج ہیں۔ پس قادیان میں گائے کے گوشت کی بکری بند ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ تمام گاؤں اپنی ضروری خوراک سے محروم کر دیئے جائیں۔

قادیان اور اس کے قریبی گاؤں کا ہلواں اور بعض اور گاؤں میں دیسی عیسائی آباد ہیں۔ ان کے علاوہ چوہڑے بھی کافی تعداد میں رہتے ہیں۔ اور یہ دونوں قومیں مسلمانوں کی طرح نہ صرف گائے کا گوشت استعمال کرتی ہیں۔ بلکہ اپنی غربت کی وجہ سے صرف گائے کا گوشت ہی کھا سکتی ہیں۔

گائے اور ہندو اور سکھ

اگر کہا جائے کہ قادیان کے ارد گرد بعض دیہات میں سکھ اور ہندو رہتے ہیں۔ اور گائے کی جو عظمت ان کے دلوں میں ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ تو اس کا یہ جواب ہے۔ کہ جس کے دل میں عظمت ہے وہ بے شک گائے کا گوشت نہ کھائے اور نہ اسے ذبح کرے۔ مگر مذبح کے بننے کے یہ معنی کب ہیں کہ ہندوؤں اور سکھوں کو بھی اس فعل میں شریک کرلیا گیا ہے۔ اگر ان کے ہاں یہ فعل ممنوع ہے تو وہ نہ کریں مگر جس قوم کے نزدیک یہ فعل روا اور جائز ہے اس کے راستہ میں روک ڈالنا کونسی عقلمندی ہے۔ کیا جھٹکہ مسلمانوں کے ہاں جائز ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا انکی خاطر سکھ جھٹکہ کھانا چھوڑ دینگے۔ کیا سؤر مسلمانوں کے نزدیک حلال ہے؟ قطعاً نہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم انگریزوں کو بھی اس کے کھانے سے روک دیں۔ پس ہندوؤں یا سکھوں کے ہاں گائے کا ممنوع ہونا اس امر کو تو بے شک چاہتا ہے کہ وہ اس چیز کو استعمال نہ کریں مگر اس امر کا ہرگز مستلزم نہیں۔ کہ دوسری قومیں بھی انکی خاطر اپنی ضروری اور لابدی غذا چھوڑ دیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی صحیح نہیں کہ سکھوں کے ہاں گائے کوئی صاحب عزت چیز ہے سکھوں کے واجب التعظیم گورو صاحبان کا ایک قول بھی اس کے متعلق نہیں ملتا۔ کہ وہ گائے کو قابل عزت سمجھتے تھے۔ یہ محض ہندوؤں کا مسئلہ ہے۔ اور قادیان کے ارد گرد دیہات میں سکھوں کی آبادی تو ہے مگر ہندوؤں کی نہیں۔

مذبح کی جائے وقوع

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قادیان کا مذبح سکھوں کے گاؤں کے نزدیک ہونے کی وجہ سے ان کے جذبات کو مجروح کرنے کا سبب ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ محض جھوٹا پروپیگنڈا ہے کیونکہ مذبح قادیان کے مشرق میں ہے۔ اور مذبح کے قریب کوئی بھی گاؤں سکھوں کا نہیں۔ ہاں سکھوں کے گاؤں قادیان کے مغرب میں ہیں۔ پس ایسے مذبح کی وجہ سے جو قادیان کے مشرق میں واقع ہے مغرب میں رہنے والے دیہات کے لوگوں کے جذبات کا کیا تعلق ہے۔

حامیان گائے کے جذبات کا لحاظ قیام مذبح میں ہے

قادیان میں سمال ٹاؤن کمیٹی کے بننے سے قبل لوگ خود ضروریات کے لئے گائے ذبح کرلیا کرتے تھے۔ مگر کمیٹی کے بننے کے بعد دو شخصوں کو لائسنس ملنے کی وجہ سے صرف لائسنسدار ہی یہ کارروائی کرتا تھا لیکن اگر مذبح بند کردیا گیا۔ تو اس سے سکھوں یا ہندوؤں کی دلجوئی تو ہرگز نہ ہوگی۔ کیونکہ قانون میں صاف لکھا ہے کہ اپنی ضروریات کے لئے بغیر بیچنے کے ہر شخص گائے ذبح کرسکتا ہے۔ پس وہی فعل جو ایک حد کے اندر قلیل تعداد میں ایک خاص جگہ ہوتا ہے۔ اس بندش کے بعد کافی طور پر ہر جگہ ہوگا۔ اس لئے ہندوؤں اور سکھوں کی اشک شوئی بھی اگر گورنمنٹ کو مدنظر ہے تو وہ اسی صورت میں ہوسکتی ہے کہ گائیں ایک خاص مذبح کے اندر ذبح ہوں۔

جماعت احمدیہ کی مرکزی ضروریات کا تقاضا

گائے کے گوشت کی اجازت صرف قادیان کی مسلم آبادی اور ملحقہ دیہات کے مسلمانوں کی خاطر ہی ہم ضروری نہیں سمجھتے بلکہ قادیان میں احمدی جماعت کے انتظامی شعبوں کے لئے خود مستقل طور پر اسکی ضرورت ہے۔ مثلاً احمدیہ جماعت کا ایک مہمان خانہ ہے۔ اس میں تین سو شخص روزانہ کھانا کھاتا ہے۔ اسکے علاوہ تین ہوسٹل ہیں جن میں تین سو کے قریب لڑکے داخل ہیں۔ اور یہ سب صیغے صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت ہیں۔ اور محض انہیں کے لئے بھی اگر دو تین گائیں روزانہ ذبح کی جائیں تو وہ خرچ ہوسکتی ہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ مذبح کمیٹی کے ماتحت جاری ہوجائے۔ ورنہ خود صدر انجمن احمدیہ کو اپنے ماتحت مہمان خانہ اور بورڈنگوں کے لئے روزانہ جانور ذبح کرنے پڑیں گے۔ اور متفرق آبادی کے لوگ اپنے اپنے محلوں میں کرینگے۔ اور ایسا کرنا کسی قانون کے خلاف نہ ہوگا۔ اس طرح وہ جھوٹے جذبات سکھوں کے جن کو ہندو اخبارات بڑے زور سے پیش کررہے ہیں۔ پھر زیادہ مجروح ہونگے

حکام تدبر سے کام لیں

احمدیہ جماعت ایجی ٹیشن کے تمام طریقوں سے آجتک مجتنب رہی ہے۔ اور ہمیشہ اپنی معروضات گورنمنٹ تک وفدوں اور میموریلوں کے ذریعہ لیجاتی رہی ہے۔ لیکن ایسی صلح پسند جماعت کی ایک معمولی سی تمدنی ضرورت کا خیال نہ رکھنا اور محض سکھوں کے ایجی ٹیشن سے دب جانا اسکے دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہیں۔ کہ گورنمنٹ بتانا چاہتی ہے کہ جو صلح پسند اور امن جو سوسائٹیاں ہیں وہ بھی تبھی گورنمنٹ کو اپنی طرف متوجہ کرسکتی ہیں جبکہ وہ خوب شور مچائیں اور مظاہرے کریں۔ اور گورنمنٹ کے بعض قوانین کی خلاف ورزی یا حکام بالا کو اچھی طرح تشویش میں ڈالیں۔ اس لئے گورنمنٹ ذمہ وار آفیسروں کو چاہیئے۔ کہ وہ اس وقت تدبر سے کام لیں

مذبح کے خلاف دلائل

صاحب کمشنر لاہور نے جب بٹالہ اور ضلع گورداسپور کے مقام پر قادیان کے ارد گرد کے بعض دیہات کے سکھوں سے بوچڑ خانہ کے بند کرنے کی وجوہات دریافت کیں۔ تو انہوں نے جو وجوہات صاحب بہادر کے آگے بیان کیں وہ درج ذیل کرکے مختصر طور پر ان پر نظر ڈالی جاتی ہے۔

جیلوں کی مثال

(الف) بعض سکھوں نے بیان کیا کہ اگر قادیان میں مذبح بنایا گیا تو اس پر چیلیں منڈلائیں گی۔ اور وہاں سے گوشت کھا کر کھیتوں میں

بیٹ کریں گی۔ اور گوشت کی بیٹ زہریلی ہوتی ہے۔ اس سے کھیت خراب ہو جائیں گے یہ ہے وہ مایہ ناز دلیل جسے کئی دفعہ کمشنر صاحب کے سامنے دہرایا گیا۔ مگر کیا یہ لفظ دلیل سے ہنسی نہیں۔ اور کیا یہی وہ مضبوط استدلال ہے۔ جس کے بھروسہ پر وہ قادیان کا مذبح بند کرانا چاہتے ہیں۔ کوئی ان عقلمندوں سے پوچھے۔ کیا چیلیں مذبح بننے سے پہلے سبزی کھایا کرتی ہیں۔ کہ انکی بیٹ زہریلی نہیں ہوتی۔ اور مذبح خانہ بنتے ہی وہ گوشت کھانے لگیں گی جس سے ان کی بیٹ زہریلی ہو جائے گی۔ پھر ان سمجھداروں سے پوچھنا چاہیئے۔ کیا جھٹکہ کی دوکان جو قادیان میں ابھی ابھی کھولی گئی ہے اس پر چیلیں نہیں منڈلاتیں۔ اور کیا وہاں سے گوشت کھا کر تمہارے کھیتوں کو خراب نہ کرینگی۔ پھر قادیان میں جو بکرے ذبح کئے جاتے ہیں۔ ان پر کیوں اعتراض نہیں کرتے؟ کیا ان کا گوشت کھا کر چیلیں تمہارے کھیت خراب نہیں کرتیں۔ پھر یہ بتاؤ کیا پنجاب میں سینکڑوں بوچڑخانے نہیں ہیں۔ کیا ان کے ارد گرد کے دیہات چیلوں نے اُجاڑ دیئے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر یہ واویلا کیا معنی رکھتا ہے۔ پھر اس پر بھی تو غور کیا جائے کہ مذبح قادیان کے ارد گرد مسلمانوں کے کھیت ہیں اور دور تک کوئی کھیت بھی سکھوں کا نہیں۔ پس اگر کھیت خراب ہونگے تو مسلمانوں کے نہ کہ سکھوں کے؛

بیلوں کی چوری

دوسری دلیل یہ دی گئی تھی۔ کہ اگر یہاں مذبح کھولا گیا۔ تو ہمارے بیل جو ڈیڑھ دو سو روپیہ کے ہیں۔ وہ چُرا کر ذبح کے لئے مذبح خانہ والوں کے ہاتھ بیچ دیئے جائیں گے۔ اور اس طرح ہم کو سخت نقصان ہوگا۔ مگر نہایت افسوس ہے کہ یہ بھی ایک مضحکہ ہے جسے دلائل کے میدان میں جگہ دی جاتی ہے۔ اول تو غور کرنا چاہیئے کیا پنجاب میں جو سینکڑوں ہزاروں مذبح خانہ ہیں وہاں بیلوں کی چوری کی وجہ سے زمین دار تباہ و برباد حال رہتے ہیں؟ ہرگز نہیں اور قطعًا نہیں۔ تو پھر قادیان کی خصوصیت کیا؟ دوسری بات یہ کہ قادیان کے ارد گرد مویشی کے چور سکھ ہی ہیں۔ گھوڑے بھی یہی چُراتے ہیں اور یہی گائے بھینس کے چور ہیں۔ پس خود مجرم ہو کر دوسروں کو چور بتانا این چہ بوالعجبی است۔ گورنمنٹ کے نقصانوں کا ریکارڈ صاف صاف بتاتا ہے کہ قادیان کے ارد گرد اگر جانوروں کے چور ہیں تو سکھ۔ مسلمانوں میں سے کوئی شخص بھی اس جرم کا مرتکب نہیں پھر یہ وجہ کہ ہمارے بیل چُرائے جائیں گے۔ کہاں تک درست ہو سکتی ہے۔ پھر یہ بھی تو غور کرنا چاہیئے۔ کہ کیا یہی دلیل قادیان میں گندم کی منڈی بند کرنے کے متعلق درست نہیں ہو سکتی؟ کل ایک سکھ کمشنر صاحب کے پاس جا کر کہے گا۔ حضور قادیان میں کنک کی منڈی بھی ہے۔ وہ بند کرا دی جائے۔ کیونکہ ڈر ہے لوگ ہماری گندم چُرا کر وہاں بیچ دیں گے پس اس دلیل سے صرف بوچڑخانہ ہی نہیں بلکہ گندم کی منڈی بلکہ تمام بازار ہی بند کر دینے چاہئیں۔ اور پھر یہ دلیل جھٹکہ خانہ کے متعلق بھی دی جا سکتی ہے۔ بکریوں کے پالنے والے کل ایک درخواست صاحب کمشنر کی خدمت میں پیش کریں گے۔ کہ حضور ہمیں بڑا نقصان ہے۔ چونکہ جھٹکہ خانہ کھلا ہے۔ اس لئے ہماری بکریوں کو لوگ چُرا چُرا کر جھٹکہ خانہ میں بیچ دیا کریں گے۔ علاوہ ازیں اگر چوری کا ڈر ہو۔ تو یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ چوروں کو پکڑے محض اس خیال سے کسی تجارت یا کاروبار کو روکنا ایک سخت حماقت ہے۔ پھر یہ خیال رکھنے کی بات ہے کہ بیلوں کی چوری مذبح کے لئے نہیں ہوتی بلکہ عمومًا لوگ بیل زمینداروں کے لئے چُرا کر لے جاتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ زمینداری کے پیشہ کو یک قلم بند کیا جائے۔ تا کہ نہ زمین کاشت ہو نہ بیل چرائے جائیں۔ یہ امر بھی مدنظر رہنا چاہیئے کہ مذبح صرف قادیان میں نہیں بلکہ بٹالہ اور کلانور میں بھی ہے اگر قادیان کے مذبح کے لئے لوگ بیل چرائیں گے تو کیا وہ بٹالہ اور کلانور کے لئے قادیان کے ارد گرد کے دیہات کے بیل چرا کر نہیں لے جا سکتے۔ بیل تو سو سو میل پرے لے جا کر بیچے جاتے ہیں بلکہ مویشی کی چوری کا تو قاعدہ ہی یہی ہے کہ مویشی حتی الوسع دُور لے جا کر گمنام جگہ بیچے جاتے ہیں۔ اس لئے قادیان مذبح ہونے کی صورت میں قادیان کے ارد گرد کے دیہات کے مویشیوں کے لئے کوئی خطرہ نہیں؛

بیلوں کی کمی

تیسری بات یہ پیش کی گئی تھی۔ کہ مذبح میں ذبح کرنے سے علاقہ میں بیلوں کی تعداد میں کمی واقع ہو گی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی کوئی قادیان کی خصوصیت نہیں۔ پنجاب میں سینکڑوں ہزاروں مذبحے ہیں پھر وہ بھی بند کر دینے چاہئیں۔ لیکن اگر وہ بند نہیں کئے جا سکتے۔ تو قادیان کا مذبح کیوں بند کیا جائے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ہر چیز میں اعلیٰ ادنیٰ دونوں قسم کی چیزیں ہوتی ہیں اسی طرح بیل بھی اس قاعدہ سے مستثنےٰ نہیں۔ ان میں بھی ادنیٰ اور اعلیٰ ہیں۔ جو بچھڑے ادنیٰ ہونگے اور قویٰ کے لحاظ سے اعلیٰ بیل بننے کے قابل نہ ہونگے وہ مذبح خانہ میں کام آئیں گے۔ اور جو اپنے قویٰ کے لحاظ سے اعلےٰ ہوں گے۔ اور بڑے ہو کر اعلیٰ اور عمدہ بیل بننے کے قابل ہوں گے وہ قیمتی ہونے کی وجہ سے مذبح خانہ تک نہیں پہنچیں گے۔ اور بڑے ہو کر زراعت کے کام آئیں گے اور اس طرح ملک میں زراعت کے کام کے لئے جو بھی بیل ہونگے وہ اعلےٰ نسل کے ہوں گے؛

مسلمانوں کے قتل کی دھمکی

چوتھی بات یہ کہی گئی تھی۔ کہ جن گاؤں میں سکھ مالک ہیں۔ اور مسلمان کمیں ہیں۔ وہاں کے مسلمان جب قادیان سے گائے کا گوشت لا کر استعمال کریں گے تو ان کمیوں کو سکھ مالک ماریں گے بلکہ بعض سکھ نمایندوں نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ ایسے کمیوں کو مالک قتل کر دیں گے۔ ناظرین یہ ہیں سکھوں کے ارادے۔ اب اس کا جواب سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے۔ کہ پھر گورنمنٹ برطانیہ کا راج تو پنجاب میں نہ ہوا بلکہ سکھوں کا راج یہاں قائم ہو گیا مگر نہیں سکھوں کو جان لینا چاہیئے۔ پنجاب میں ابھی تک گورنمنٹ برطانیہ کا راج ہے۔ اور ملکہ معظمہ جوبلی کے موقع پر اعلان کر چکی ہیں کہ ہندوستان کے ہر طبقہ اور ہر فرقہ کے لوگوں کو مذہبی اور تمدنی آزادی حاصل ہے۔ قانون کی نظر میں جو حیثیت سکھ مالکوں کی ہے وہی مسلمان کمیوں کی ہے۔ گائے کا گوشت چونکہ انکی جائز غذا ہے۔ اس لئے اگر سکھ مالک ان کو اس وجہ سے تنگ کرینگے یا زدو کوب کریں گے۔ یا قتل کرینگے۔ تو خود اس کی سزا بھگتیں گے اور گورنمنٹ اپنی کمزور رعایا کو ظالموں سے بچائے گی؛

یہ ہیں وہ دلائل جو سکھ نمایندوں نے کمشنر صاحب کے سامنے پیش کئے۔ اور جن میں سے ایک بھی اس قابل نہیں کہ مذبح خانہ کی بندش کا موجب ہو سکے۔ اس لئے ہم بڑے زور سے گورنمنٹ اور پبلک کو مطلع کرتے ہیں کہ قادیان جیسے مسلمانوں کی اکثریت والے قصبہ میں مذبح کا بند ہونا ایک ظلم عظیم ہے۔ اس لئے گورنمنٹ جلد سے جلد اس بندش کو دُور فرمائے؛

سید محمد اسحٰق ممبر مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

اعلان نظارت علیٰ

ڈاکٹر امیر الدین صاحب مرحوم امرتسری کی زمین دس مرلے قادیان میں ہے۔ اس زمین کے ورثاء میں جائداد کی تقسیم کا مقدمہ ہو رہا ہے اور ابھی تک جائز وارث کوئی مقرر نہیں ہوا اس لئے اس زمین کی خرید کی کوشش کوئی صاحب نہ کریں۔ نہیں تو اس کے نقصان کے وہ خود ذمہ وار ہونگے۔ یہ زمین خریدنے سے پہلے ڈاکٹر محمد منیر صاحب امیر جماعت احمدیہ امرتسر سے تسلی کر لیں؛

(ذوالفقار علی خاں ناظر اعلیٰ)

اعلان نظارت تعلیم و تربیت

متعدد بار اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ جن جن جماعت میں اب تک سیکرٹری تعلیم و تربیت مقرر نہیں ہوئے۔ وہاں کی جماعتیں سیکرٹری تعلیم و تربیت کا انتخاب کر کے فورًا دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔ اور جہاں سیکرٹری صاحبان مقرر ہیں۔ ان کی ماہواری رپورٹیں کم از کم ہر ماہ کی دس تاریخ تک اس دفتر میں پہنچ جانی چاہئیں۔ جن احباب کے پاس فارم رپورٹ موجود نہ ہوں وہ دفتر ہذا سے طلب فرمالیں۔ اب تک صرف چند ایک رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ لہٰذا تمام امراء۔ پریذیڈنٹ و سیکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت اس امر کیطرف خاص توجہ فرمائیں۔ امید ہے احباب آیندہ اس کام میں ہرگز تساہل نہیں فرمائیں گے۔

(مرزا شریف احمد ناظر تعلیم و تربیت)

اشتباہ

ایک شخص جو اپنا نام اے۔ علی۔ علیگ۔ ظاہر کرتا۔ اور احمدی کہلاتا ہے۔ لوگوں سے روپیہ بٹورتا پھرتا ہے۔ وہ یہ بھی کہتا ہے فلاں بڑا انگریز بیرسٹر اس کا دوست اور واقف ہے بلکہ ملازمتیں اعلیٰ درجہ کی لے کر دینے کا بھی وعدہ کرتا ہے۔ اور لوگوں سے مختلف قسم کے عذرات کے ساتھ مثلاً میرا مال ریل پر رُکا ہوا ہے۔ محصول ادا کرنے کے لئے اسقدر رقم درکار ہے۔ روپیہ وصول کرتا ہے۔ عام طور پر اپنے آپکو بڑا مشہور کھلاڑی بھی جتلاتا ہے اور کہتا ہے۔ وہ سامان ورزش کی ایک بڑی فرم کا ایجنٹ ہے۔ ازراہ کرم دوست اس سے ہوشیار رہیں۔

خاکسار محمد دین ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

انہدام مذبح قادیان کے خلاف اظہار غم و غصہ کی قراردادیں

مختلف مقامات پر مسلمانوں کے جلسے

مسلمانانِ پانی پت کا اجتماع

یکم ربیع الآخر ۱۳۴۸ھ بروز جمعہ بعد نماز مسجد جامع پانی پت میں زیر صدارت خواجہ محمد ایوب صاحب انصاری ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں ایک درخواست دربارہ مسئلہ قربانی اور مندرجہ ذیل تجاویز بالاتفاق منظور ہوئیں:۔

تجویز ۱۔ مسلمانان پانی پت کا یہ جلسہ انہدام مذبح قادیان کو مسلمان قوم کے جائز حقوق کی صریح توہین خیال کرتا ہے۔ کسی قوم کو دوسری اقوام کے مذہبی و شہری حقوق سے تعرض کرنے کا حق حاصل نہیں:۔

مسلمانان پانی پت کا یہ اجتماع کمشنر لاہور کے جانبدارانہ رویہ پر اظہار افسوس کرتے ہوئے یہ بتا دینا چاہتا ہے۔ کہ اگر اس موقعہ پر حاکم کے منصفانہ فیصلہ کو راہ عمل نہ بنایا گیا۔ تو پنجاب میں اس حق کی حفاظت کیلئے مسلمانوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا پڑے گا۔ مسلمانان پنجاب کے اس حق پر حکومت نے ۱۸۷۲ء میں دفعہ ۳۴۔ پنجاب لاز ایکٹ مرتب کر کے اول بار ضرب لگائی تھی۔ اب اگر جدید مذبحات کے لائسنسوں پر حکام کی حکمت عملی یہ ہوگی۔ جو قضیہ قادیان میں ہے۔ تو رہے سہے حقوق پر ایک اور کاری ضرب ہوگی۔ جو مسلمان ہرگز برداشت نہ کر سکیں گے:۔

اگر حکومت پنجاب کی رعایا کا ایک حصہ طاقت کا مظاہرہ دکھا کر حکومت کو مرعوب کر سکتا ہے۔ تو معلوم ہونا چاہئے۔ کہ دوسرا حصہ بھی اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے اپنی جان و مال قربان کرنے لئے میدان عمل میں آ سکتا ہے:۔

حکومت پنجاب نے دفعہ ۳۴۔ بنا کر پہلے ہی کافی سے زائد مسلمانوں کا حق غصب کر کے برادران وطن کو حقوق بخش دئے ہیں۔ اور مسلمانان پنجاب کے قربانی جیسے مذہبی شعار کی آزادی کو اسی قانون کی بھینٹ چڑھا دیا ہے اگر صریح آئین مملکت کی خلاف ورزی کرنے کے بعد بھی حکومت کسی مزید غاصبانہ فعل کی تیاری میں مصروف ہے تو یقیناً نتائج خطرات سے خالی نہ ہونگے۔ اور اس کی تمام تر ذمہ واری حکومت پر عائد ہوگی:۔

تجویز ۲۔ مسلمانان پانی پت کا یہ جلسہ عام حکام ضلع اور حکومت پنجاب کو تحصیل تھانیسر علاقہ پہیوہ کی ان واردات قتل کی طرف متوجہ کرتا ہے جو دو ماہ کے اندر اندر ظہور پذیر ہوئیں۔ گذشتہ ماہ میں جو قتل ہوا۔ ابھی تک اس کا پتہ نہیں چلا تھا۔ جو یہ دوسرا واقعہ ہوا جس میں دو مسلمان شہید کر دئے گئے۔ پولیس کی بے چارگی قابل رحم اور پولس کے ہندو عملہ کی قوم پرستی اور گئو رکھشا جائے عبرت ہے:۔

ضلع کرنال میں اس قسم کے واقعات ایک تسلسل کے ساتھ ظہور میں آنے سے مسلمانوں کو اس بات کا یقین دلاتے ہیں۔ کہ ضرور بالضرور یہ غارتگری ایک منظم طریق اور ایک سازشی مفسد جماعت کی سرپرستی میں ہو رہی ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ آج تک ایک واقعہ قتل بھی گرفت میں نہ لایا جا سکا۔ حکومت کی ظاہر اور خفیہ طاقتیں اپنی ہار کا عملی اعتراف کر رہی ہیں:۔

مسلمانان ضلع کرنال ابھی کرنال کے چار بچوں کا معصومانہ قتل اور پولیس کا تفتیش میں تجاہل عارفانہ کا برتاؤ بھولے نہ تھے۔ کہ یہ تین مسلمان ایک جگہ ایک ہی نوعیت کے ساتھ یکے بعد دیگرے نہایت دلیری سے شہید کر دئے گئے۔ پولیس کو اس موقعہ پر سرگرمی سے فرائض تفتیش ادا کرنے چاہئیں:۔

یہ جلسہ ان ظالمانہ وسفاکانہ افعال پر نہایت نفرت کرتا ہوا ذمہ وار حکام سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ نہ صرف اپنی مساعی کا نتیجہ قاتلوں کی تلاش کرنا ہی خیال کریں۔ بلکہ اس سازشی جماعت کا سراغ لگائیں۔ جو مسلمانوں کے خون کو حلال تصور کرتے ہوئے اس قتل عام کو اپنا نصب العین بنائے ہوئے ہے:۔

صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس سے بوجہ اس کے کہ وہ یورپین واقعہ ہوئے ہیں۔ پوری توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ ہندو ماتحتوں اور دفتریوں کی کارستانی سے چوکنا ہو کر ان جرائم کو جو حکومت کے لئے باعث شرم ہیں۔ انسداد فرمائینگے

جلسہ بخیر و خوبی ۶ بجے دن کے ختم ہوا:۔

ابو علم اقبال احمد انصاری سکرٹری انجمن اسلامیہ پانی پت

مسلمانان سیالکوٹ کا جلسہ

مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۲۹ء کو زیر قطعہ سبزی منڈی میں مسلمانوں کا ایک عام جلسہ بصدارت حضرت میر عبدالسلام صاحب امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشنز پاس ہوئے:۔

اول یہ کہ ہندوؤں اور سکھوں نے قانون کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے مذبح قادیان کو پولیس کی موجودگی میں مسمار کر کے مسلمانوں کے احساسات کو ناقابل بیان صدمہ پہونچایا ہے۔ کیونکہ یہ ان کے مسلم حق گاؤکشی میں جسارت اور شرم سوز مداخلت بیجا اور فتنہ خیز فعل ہے۔ پس یہ مجمع مؤدبانہ مگر پر زور طریق سے گورنمنٹ سے عرض کرتا ہے کہ مسلمانوں کے قلوب کبھی چین نہیں پا سکتے۔ جب تک کہ مفسدوں کو عبرتناک سزا نہ دی جائے۔ اور مذبح مذکور کو اپنی اصل صورت میں قائم نہ کیا جائے۔ اگر گورنمنٹ غیر مسلموں کے بے بنیاد شور و غوغا سے مرعوب ہو کر اس فساد کو آغاز میں ہی نہ مٹائیگی تو اپنی کمزوری اور بے کسی دکھائیگی۔ اور مسلمانوں کو جبراً حق گاؤکشی سے روکیگی۔ تو ایسا طریق بالیقین ملک بھر میں نہ مٹنے والے فسادات لاتناہی کا دروازہ کھول دے گا۔ جس کی ذمہ وار گورنمنٹ ہوگی:۔

دوم۔ یہ مجمع حکومت برطانیہ کی فلسطین میں مداخلت بیجا اور یہود نوازی کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور حکومت کو متنبہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ کہ ایسے طریق کی موجودگی میں اغلب ہے۔ کہ مسلمان بھڑک اٹھیں۔ جس کی ذمہ وار گورنمنٹ خود ہوگی:۔

سوم۔ ان قراردادوں کی نقول گورنر کمشنر ڈویژن۔ ڈپٹی کمشنر اور پریس میں بھیجی جائیں۔ خاکسار عبدالستار پلیڈر قائمقام جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ سیالکوٹ

جماعت احمدیہ پاکپٹن کا جلسہ

امیر صاحب جماعت احمدیہ پاکپٹن بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔

جماعت احمدیہ پاکپٹن ان مجرموں کے خلاف سخت نفرت اور غصہ کا اظہار کرتی ہے۔ جنہوں نے مذبح قادیان کو مسمار کیا۔ نیز گورنمنٹ کے ان افسران کے خلاف بھی سخت پروٹسٹ کرتی ہے۔ جو ہندوؤں کی طرف بلا جھجکے ہوئے ہیں۔ احمدی جماعت ہر قیمت پر اپنے جائز حق ذبح بقر کی حفاظت کرنے کے لئے طیار ہے۔ اور امید کرتی ہے۔ کہ اسلامی وقار اور عزت کی خاطر کسی قسم کی کوشش سے پہلوتہی نہ کی جائے گی:۔

مسلمانان نوشہرہ کا جلسہ

۶ ستمبر بروز جمعہ بصدارت نواب زادہ شریف اللہ خاں صاحب ایم اے بیرسٹرایٹ لاء نوشہرہ مسلمانان صدر بازار نوشہرہ کا جلسہ مسجد بابا کرم شاہ میں منعقد ہوا۔ اور حسب ذیل ریزولیوشنز پاس کئے گئے۔

۱۔ یہ اجتماع مسلمانان صدر بازار نوشہرہ بالاتفاق احتجاج کرتا ہے۔ کہ دیوار براق مسجد بیت المقدس کے تاریخی اسلامی حق کے متعلق عرب مسلمانان فلسطین کا مطالبہ مذہباً حق بجانب ہے۔ اور برطانوی حکم برداری کی طرف سے جس کمت سلوک کے مسلمانان بیت المقدس آماجگاہ بنے ہوئے ہیں۔ اس سے ہم متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور بزور احتجاج کرتے ہیں۔ کہ اس سختی کو ان کے اس مذہبی حقوق کو مدنظر رکھتے ہوئے مبدل با مداد خاص کر دیا جائے۔ اور مسلمانان صدر بازار نوشہرہ اس بات پر اتفاق کرتے ہیں۔ کہ اعلان بالفور نفاذ پذیر نہ کیا جائے۔

۲۔ قادیان میں مذبح کا مذہبی حق جو مسلمانوں کو حاصل ہے۔ اور مذہباً برطانوی ہند کے ہر حصہ میں مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہے۔ سکھوں کے نقض امن والی حرکت سے متردد ہو کر نہ چھینا چاہئے۔ بلکہ مسلمانوں کے مذہبی حق کو بحال کرنے کے لئے فوری انسدادی کارروائی عمل میں لا کر دوسری قوموں کے نافہم ناخواندہ اشخاص کو انتہائی سزائیں دے کر حفاظت کی جائے۔ ورنہ جرم زیادہ تشدد پذیر ہونگے۔ یہ اجتماع مسلمانان صدر بازار نوشہرہ کا ڈپٹی کمشنر صاحب کے حکم امتناعی کے برخلاف [illegible] پر زور احتجاج کرتا ہے:۔

۳۔ مذکورہ بالا ریزولیوشنز کی نقول مختلف مستند [illegible]

کو ارسال کی جائیں۔ نیز ریزولیوشن نمبر ۱ کا خلاصہ بزبان انگریزی بخدمت جناب وائسرائے صاحب بہادر ہند و چیف کمشنر صاحب صوبہ سرحد بذریعہ تار ارسال کیا جائے۔ ریزولیوشن ۲ کا خلاصہ بزبان انگریزی بخدمت گورنر صاحب پنجاب لاہور و کمشنر صاحب لاہور ارسال کیا جائے۔

مسلمانان راولپنڈی کا جلسہ

انجمن احمدیہ راولپنڈی کا ایک غیر معمولی جلسہ بروز سوموار مورخہ ۹ ستمبر بعد از نماز مغرب منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل امور کے متعلق ریزولیوشن پیش ہو کر متفقہ طور پر پاس ہوئے:۔

۱۔ جملہ حاضرین جلسہ متفقہ طور پر قادیان کے مذبح کے گرائے جانے پر سکھوں اور ہندوؤں کے اس فعل کو نہایت ہی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ان کی اس تنگدلی پر اظہار رنج کرتے ہیں:۔

۲۔ اس موقعہ پر مسلم پریس کا متفقہ طور پر متحدہ آواز اٹھانا نہایت ہی قابلقدر اور مبارک سمجھتے ہیں:۔

۳۔ بخدمت گورنر پنجاب ایک تار ارسال کیا جائے۔ کہ حکومت اس وقت مسلمانوں کے جائز حق کو پامال نہ ہونے دے۔ اور قادیان کی بڑھتی ہوئی مسلم آبادی کے لئے مذبح کا ہونا نہایت ہی ضروری اور لازمی امر ہے:۔

۴۔ مندرجہ بالا کارروائی کی اطلاع جملہ مسلم اخبارات کو برائے اشاعت ارسال کی جائے۔ محمد نقل خان امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی:۔

مسلمانان کریام کا جلسہ

مسلمانان کریام کا ایک جلسہ ۸ ستمبر کو منعقد ہوا۔ اس میں قرار پایا۔ کہ یہ جلسہ پُر زور صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ کہ مذبح گاؤ قادیان کی بڑھتی ہوئی مسلمان آبادی کی ضروریات کے لئے نہایت ضروری اور واجبی ہے۔ اور مذبح کی بندش کو جو کہ موجودہ حالت میں گورنمنٹ کی کمزوری کا اظہار کرتی ہے۔ نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور مسلمانان ہندوستان سے درخواست کرتا ہے۔ کہ وہ اپنے جائز حقوق کے احترام کی خاطر ہر ممکن کوشش اور جد وجہد کریں:۔

حاجی غلام احمد امیر جماعت احمدیہ کریام ضلع جالندھر

انجمن احمدیہ صوبہ سرحد کا احتجاج

پشاور ۶ ستمبر۔ انجمن احمدیہ صوبہ سرحد کے سکرٹری صاحب نے حسب ذیل برقی پیغام ارسال کیا ہے:۔

قادیان میں مذبح کا قائم ہونا روز افزوں مسلم آبادی کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے باعث نہایت ضروری ہے۔ اس کے انہدام سے مسلمانوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اگر اس موقعہ پر مذبح ہٹا دیا گیا۔ تو حکومت کی کمزوری ظاہر ہوگی۔ آس پاس کی غیر مسلم آبادی کے حوصلے بڑھ جائینگے۔ اور وہ مزید جبر و تشدد پر اتر آئے گی۔ اصل محرکین اور سازش کرنے والوں کو ضرور سزا دینی چاہیئے۔ قادیان امتیازی طور پر احمدیوں کا مقدس مقام ہے۔ ہم التجا کرتے ہیں۔ کہ مسلمانان ہند کے حقوق اور احساسات کا پورا پورا لحاظ رکھا جائے:۔

انجمن احمدیہ شاہجہانپور کا احتجاج

شاہجہانپور ۷ ستمبر۔ انجمن احمدیہ شاہجہانپور کے سکرٹری جناب حافظ مختار احمد نے ایک برقی پیغام روانہ کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ ۵ ستمبر کو یہاں انجمن احمدیہ کا ایک خاص جلسہ منعقد ہوا۔ ایک قرارداد منظور کی گئی۔ جس میں مذبح قادیان کے انہدام پر سخت غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ حکومت سے درخواست کی گئی۔ کہ مفسدہ پردازوں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ اور مسلمانوں کے حقوق و جذبات کا لحاظ رکھا جائے:۔

گائے اور سکھ

مذبح قادیان جو گورنمنٹ کی باقاعدہ منظوری کے ساتھ تعمیر ہوا تھا اسے پچھلے دنوں چند شوریدہ سر قانون شکن دیہاتی سکھوں نے دن دہاڑے پولیس کی موجودگی میں مسمار کر دیا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے ان جاہل سکھوں کا یہ قانون شکن فعل کسی مذہبی جنون کی بنا پر ہے یا اس شرارت کے اصل بانی کوئی اور لوگ ہیں۔ جنہوں نے اپنے کینہ اور عداوت کی وجہ سے مسلمانوں کو ان کے ایک مذہبی اور اقتصادی حق سے محروم کرنے کی خاطر سکھوں کو آلہ کار بنایا:۔

جب ہم سکھوں کی مذہبی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ان کے پیشواؤں کے اقوال پڑھتے ہیں۔ اُن کے لیڈروں کی آراء پر غور کرتے ہیں۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ سکھوں کے نزدیک نہ تو گئو کوئی حقیقت رکھتی ہے۔ اور نہ گائے اور دوسرے جانوروں کی کچھ عظمت ہے گائے ایک جانور ہے۔ اور اس سے مفید جانور بھی روئے زمین پر موجود ہیں۔ گرنتھ صاحب میں لکھا ہے:۔

"گوبر جھوٹا۔ چونکا جھوٹا۔ جھوٹی دینی کار"

یعنی ہندوؤں نے جو گائے کو عظمت دے رکھی ہے۔ اور اس کے گوبر اور پیشاب کو مقدس چیز خیال کرتے ہیں۔ یہ ایک لغو عقیدہ ہے گائے کا گوبر اور اس کا چونکا دینا ناپاک ہے:۔

اسی طرح گرنتھ صاحب آسا کی محلہ ۳ میں ہے:۔

"مل موت۔ موڑھے مگر دا ہوئے سب لگے تیری کو"

یعنی جس وقت گائے کے پوجاری حضرت بابا نانک صاحب کے پاس آئے۔ تو آپ نے ان کو اس باطل اور ناپاک عقیدہ سے نجات دلائی۔

سکھوں کے معزز لیڈر اور ان کے مؤقر جریدے بھی یہی لکھ رہے ہیں۔ کہ سکھ دھرم میں گائے کو کوئی تقدیس حاصل نہیں:۔

اخبار "اکالی" نے اپنی ایک تازہ اشاعت میں لکھا ہے:۔ "گائے کی عظمت کا سوال خالص ہندو سوال ہے۔ اور سکھ جہاں جھٹکہ پر کسی قسم کی بندش برداشت نہیں کر سکتے۔ وہاں دوسروں کو بھی کوئی خوراک کھانے سے نہیں روکنا چاہتے"۔

سکھوں کے ایک معزز فرد سردار دیوان سنگھ مفتون اپنے اخبار "ریاست" میں لکھتے ہیں:۔

"جہاں تک کسی جانور کے مارنے کا سوال ہے۔ ایڈیٹر ریاست کے ذاتی خیال کے مطابق گائے اور بکرے یہاں تک کہ گائے اور ایک جونک میں بھی کوئی فرق نہیں"۔

اسی طرح سکھوں کے مشہور قومی لیڈر سردار کھڑک سنگھ جی نے پچھلے دنوں خود قادیان میں سکھوں کے جلسے میں یہ صاف طور پر کہدیا تھا۔ کہ جس طرح ہم چاہتے ہیں۔ کہ مسلمان جھٹکے پر معترض نہ ہوں اسی طرح سکھوں کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ ذبح گاؤ میں مزاحم نہ ہوں

مندرجہ بالا اقتباسات اور حوالہ جات سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ سکھوں کے نزدیک گائے کو کسی طرح تقدس حاصل نہیں ہے ایسی صورت میں سکھوں کا یہ فعل کسی صورت میں بھی مذہبی جنون کی بنا پر نہیں سمجھا جا سکتا۔ بلکہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ اس باغیانہ فعل کے ارتکاب میں ضرور کسی اور کا ہاتھ ہے جس نے سکھوں کو کوئی لالچ یا خوف دلا کر اپنا آلہ کار بنایا:۔

سکھ لیڈران کا فرض ہے۔ کہ اپنی قوم کو اس جہالت کے گڑھے سے نکالیں۔ اور اس پر یہ واضح کر دیں۔ کہ گائے کو کوئی مذہبی عظمت حاصل نہیں:۔ خاکسار ظہور احمد۔ از قادیان۔

جماعت احمدیہ الہ آباد کا انتظامی جلسہ

یکم ستمبر ۱۹۲۹ء جماعت احمدیہ الہ آباد کا ایک جلسہ زیر صدارت قاضی نذیر الدین احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ الہ آباد منعقد ہوا جس میں حسب ذیل امور طے ہوئے:۔

(۱) چونکہ الہ آباد میں موجودہ سکرٹری مال جناب منشی محمد علی صاحب بوجہ کاروبار خانگی موجود نہیں رہتے۔ اس لئے اُن کی جگہ سکرٹری بابو عنایت اللہ خان صاحب مقرر کئے گئے:۔

(۲) مرکز سے جو خط و کتابت ہوتی ہے۔ یا جو تحریکیں یا ہدایات آتی ہیں۔ اُن سے تمام افراد جماعت کو آگاہی نہیں ہوتی۔ یا دیر میں ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ فرداً فرداً ہر ایک سکرٹری کے نام ڈاک نہ آنی چاہئے۔ بلکہ سلسلہ کے متعلق تمام کاغذات اس پتہ پر آئیں۔ "دفتر انجمن احمدیہ نمبر ۵ کلایو روڈ الہ آباد"

(۳) ہر مہینے کے آخری اتوار کو باقاعدہ جلسہ ہوا کرے:۔ خاکسار عبد الغنی

احمدی انجمنوں سے درخواست

جملہ انجمن ہائے احمدیہ کے سکرٹری صاحبان سے درخواست ہے۔ کہ انہوں نے تبلیغی مقاصد کے لئے جن ذرائع کو بار آور پایا ہو۔ عاجز کو ان سے مطلع فرمائیں:۔

نیز جو انجمنیں ٹریکٹ یا پمفلٹ شائع کرتی ہوں۔ اپنے پتہ سے عاجز کو مطلع فرمائیں۔ اگر ہو سکے۔ تو ایک ایک کاپی شائع شدہ ٹریکٹوں کی بھی ارسال فرمائیں:۔

اللہ داد (جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ)
پوسٹ آفس ڈاگ روڈ (کراچی)

قادیان میں سکھوں اور ہندوؤں کی قانون شکنی

کے خلاف

مسلم پریس کا متحدہ احتجاج

مسلمانوں کے مذہب میں رمضان کے مہینے کے تیس دنوں میں صبح سے غروب آفتاب تک کھانا پینا سخت منع ہے اگر کوئی بیمار یا مسافر یا کسی قسم کا کوئی اور معذور ہو۔ تو اس کے واسطے بھی علی الاعلان کھانا پینا منع اور ناجائز ہے۔ ہندو اور سکھ رمضان میں کھانا پینا ہر طرح کرتے ہیں۔ کبھی کسی مسلمان نے کسی سکھ یا ہندو کو یہ نہیں کہا کہ تم کھانا پینا ان دنوں میں ترک کردو کہ یہ مہینہ ہمارے مذہب میں واجب الاحترام اور قابل تعظیم ہے۔

تمام سال ہندو اور سکھ شراب فروشی اور خمر نوشی میں مصروف رہتے ہیں مگر کسی مسلمان نے ان کو یہ نہیں کہا کہ ہمارے مذہب میں شراب پینا اور پلانا اور فروخت کرنا حرام اور ناجائز ہے۔ تم شراب پینا اور فروخت کرنا چھوڑ دو۔ جو بدکار مسلمان رمضان کے دنوں میں کھاتے ہیں یا جو لوگ شراب نوشی کرتے ہیں ان کو ہر طرح لعنت ملامت کی جاتی ہے اور ان کو ہر طرح شرم و عار دلائی جاتی ہے۔ مگر کسی ہندو یا سکھ کو نرم سے نرم اور ملائم سے ملائم الفاظ میں بھی کبھی منع نہیں کیا گیا۔ اس واسطے کہ جو مذہب اکراہ اور جبر رعب اور دباؤ سے اپنے آپ کو منواتا ہے۔ وہ اپنی بناوٹی اور خود ساختہ ہونے کا خود ثبوت پیش کرتا ہے۔ اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایسا مذہب خدائی مذہب نہیں۔ بلکہ خود ساختہ اور من گھڑت ہے۔

اگر مسلمان رمضان کی تعظیم ہندوؤں اور سکھوں سے جبراً کرائیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ ہندوؤں اور سکھوں کو زور سے مسلمان بنایا جائے۔ اس واسطے کہ رمضان اگر قابل احترام اور واجب التعظیم ہے تو وہ مسلمانوں کے نزدیک ہے۔ نہ کہ غیر مسلمانوں کے نزدیک ایسا ہی اگر گائے قابل پرستش اور لائق تعظیم ہے۔ تو وہ ہندوؤں اور سکھوں کے ہاں ہو سکتی ہے۔ مسلمانوں کے مذہب میں اس کی یہی تعظیم ہے کہ بوقت ضرورت اس کو ذبح کر کے کھایا جاسکے۔

ہندو اور سکھ جب مسلمانوں کو گائے کی تعظیم پر مجبور کرتے ہیں۔ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ مسلمانوں کو ہندو دھرم یا سکھ مذہب قبول کرنے پر بزور لاٹھی آمادہ کیا جائے۔ قادیان میں مذبح کو دن دہاڑے منہدم اور مسمار کر دیا گیا۔ اس فتنہ اور فساد کی آتش کو ہندو اور ہندو جرائد اپنے زبان و قلم سے اور بھی زیادہ بھڑکاتے اور تیز کر رہے ہیں۔ اس شرارت کا مقصد محض مسلمانوں کو تنگ کرنا ہے۔ ورنہ روزانہ ہر چھاؤنی میں فوجی گوروں کے واسطے جسقدر گائے کا گوشت فروخت ہوتا ہے وہ کسی سے پوشیدہ اور مخفی نہیں ہے مگر آج تک کہیں نہیں سنا کہ کسی مارکیٹ پر حملہ کر کے اسکو گرانا تو بجائے خود رہا۔ گائے ماتا کے کسی سپوت اور واہگورو خالصہ جی نے کبھی آنکھ اٹھا کر اس طرف دیکھا بھی ہو۔ اگر کسی ہندو پر کوئی مسلمان انفرادی صورت میں زیادتی کر گزرے تو مسلمانوں کی طرف سے تقریراً اور تحریراً جلسوں میں۔ مسجدوں میں۔ اخباروں میں برادران وطن کی ہر طرح دلجوئی کی گئی ہے۔ اور مسلمان اس مذہبی رواداری کا ثبوت بارہا دے چکے ہیں۔

مذبح قادیان جو مسلمانوں کا اس صورت میں مذہبی شعار کہا جاسکتا ہے گرا دیا گیا ہے۔ اور سکھ اپنی جہالت اور نادانی پر ڈٹے ہوئے یہ الاپ رہے ہیں کہ قادیان کو گورو کا باغ بنا دیا جائے گا ہندو اور سکھ لیڈران اپنے کانوں میں روئی ٹھونس کر موت کی نیند سو رہے ہیں کیا مذہبی رواداری اسی کا نام ہے؟ یہ سب مصائب اور آلام مسلمانوں کے افتراق اور تشتت کا نتیجہ ہیں۔ اس بدبخت قوم کے لیڈروں۔ ایڈیٹروں۔ مولویوں۔ اور صوفیوں میں باہم نفاق اور بغض و کینہ کی خلیج نے اس قدر وسعت اختیار کرلی ہے کہ زمین و آسمان کی باہم دوری اس کے مقابل ہیچ معلوم ہوتی ہے۔ بقول محقق ؎

بگڑ گئی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم خدا ہے

(شہاب راولپنڈی ۲۵ اگست ۲۹ء)

قادیان میں بوچڑ خانہ

قادیان ضلع گورداسپور میں ۹۰ فیصدی آبادی اہل اسلام کی ہے۔ ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی اجازت سے قادیان سے دو میل کے فاصلے پر مسلمانوں کے کھیتوں کے درمیان ایک مذبح تیار کیا گیا۔ اس بوچڑ خانہ کو ہمارے سکھ بھائیوں نے مسمار کر دیا ہے مسلمان اسکے خلاف اپنی طرف سے صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں۔ اور سکھ برادران مصر ہیں۔ کہ وہ ذبح کا نام نشان مٹا کر چھوڑینگے۔ گئو کشی کو بجبر روکیں گے۔ اور قادیان میں مورچہ لگائیں گے۔ اس باب میں نہایت افسوس کی بات یہ ہے کہ ہندو جرائد سکھوں کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں۔ اور انہیں برانگیختہ کر رہے ہیں۔ اسکے خلاف بعض سکھ پرچے بہت حد تک معقولیت کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور سکھ بیروں کو سمجھا رہے ہیں۔ کہ انہیں کسی کی شہ میں آکر ایک قوم سے خواہ مخواہ بگاڑ نہیں کرنا چاہیئے ہم ان سکھ حضرات کو جو معاملہ کو طول دینے کے خلاف ہیں مستحق مبارکباد گردانتے ہیں۔ کاش کہ ہم ہندوستانی اس حقیقت پر غور فرمادیں کہ ہم ایکدوسرے کے جائز حقوق میں مداخلت کر کے کامیاب نہیں ہوسکتے صاف بات ہے کہ سکھ بھائی گائے کے پجاری نہیں ہیں۔ انکے دلوں میں مذہباً گائے کا اتنا احترام نہیں۔ جتنا ہمارے ہندو بھائیوں میں ہے۔ یہ سچ ہے۔ کہ گائے کا احترام ہی ایک ایسا جذبہ ہے جو ہر ہندو کے دھرم کا ایک اہم جزو ہے۔ اس لئے ہر ہندوستانی کا فرض ہے کہ مفاد ملک کو مدنظر رکھتے ہوئے برادران وطن کے جذبات و احساسات کو ملحوظ رکھے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ سکھ یہ کہ ہندوؤں کے جذبات کی قدر کرے۔ اور مسلمان اپنے مذہب پر کاربند رہ کر ہندو صاحبان سے رواداری برتے۔ ایسے ہی ہندو بھائیوں پر بھی فرض ہے کہ دوسروں سے بلاوجہ نہ الجھیں اور انکے تصورات مذہبی کو بہ نظر وقار دیکھیں۔ بنابریں ہندو بھائی سکھوں سے یہ تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ انہیں گائے کو دکھ نہیں دینا چاہیئے لیکن یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ انہیں بچھ ہوتے ہوئے گائے کی ہندوؤں کی طرح پرستش کرنی چاہیئے یا یہ کہ اگر کوئی قوم اسے ذبح کرے تو انہیں کرپانیں سونت کر اس قوم کے افراد کے مقابلہ پر تیار ہو جانا چاہیئے۔ اگر وہ ایسا کریں۔ تو انکے اس فعل کو ہر ذی ہوش منتقم مزاجی اور فتنہ جوئی پر محمول کرنے پر مجبور ہوگا۔ صاف بات ہے کہ مسلمانوں کے مذہب میں ذبح بقر کی اجازت ہے۔ رواداری کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان اس باب میں پوری احتیاط کریں۔ کہ اپنی جائز ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ہی ہندوؤں کے جذبات کو ٹھیس لگانے سے مجتنب رہیں۔ اسکے لئے اس سے زیادہ ممکن اور احتیاط کیا ہو سکتی ہے کہ گائے کو مخصوص مقامات یعنی ذبح خانوں میں حلال کریں۔ اور یہ کہ مذبح آبادی سے دور فاصلے پر ایسے مقامات پر ہوں جہاں کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہو۔ قادیان کا مذکورہ فوق مذبح ایسے ہی مقام پر واقع ہے۔ معمولی انسان کا فہم اس گتھی کی گرہ کشائی سے قاصر ہے کہ وہاں اگر گائے ذبح ہو رہی ہے۔ تو اس سے ہمارے ہندو بھائیوں کا دل کیوں دکھتا ہے۔ اگر محض اتنا تصور ہی انکے دل دکھانے کو کافی ہے کہ فلاں مقام پر گائے ذبح کیجا رہی ہے تو اس وہمی یا تصوری دلآزاری کا علاج ناممکن ہے۔ حالانکہ آخر ہندوستان کی چھاؤنیوں میں بھی گائیں ذبح ہوتی ہیں۔ جن سے ایک بار بھی ذبح بقر سے پرہیز نہیں کیا جاتا۔ تو اب ہمارے بھائی اگر ایسے ہی حساس واقع ہوئے ہیں تو انہیں خواب بھی تسکین خاطر میسر نہیں آسکتا۔ اس کا تدارک یہی ہے کہ وہ اپنے ذہنیتوں میں تبدیلی پیدا کریں سکھوں کو سوچنا چاہیئے کہ یہ کوئی بہادری کا اچھا مظاہرہ نہیں کہ خواہ مخواہ ایک قوم سے لڑائی چھیڑ دی جائے۔ اس ضمن میں

قادیان کا مذبح

قادیان کے مذبح کا انہدام اگرچہ بظاہر ایک مقامی واقعہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن غور کیجئے تو جن حالات میں یہ واقعہ پیش آیا ہے۔ ان کی بناء پر اس کے اثرات صرف قادیان یا پنجاب ہی تک محدود نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ اس معاملہ میں سکھوں نے جس زبردستی سے کام لیا ہے۔ اس سے انہوں نے نہ صرف مسلمانوں کے حقوق میں سخت دست اندازی کی۔ بلکہ حقیقتاً احکام سرکاری کی خلاف ورزی کی بھی ایک ایسی مثال قائم کی ہے۔ جس سے سرکاری رعب و اقتدار کا عفریت سرنگوں ہو گیا ہے اس کے معنے صاف طور پر یہی ہیں۔ کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا معاملہ ہے۔ چونکہ سکھ زیادہ قوت رکھتے تھے۔ اس لئے پولیس بھی منہ دیکھا کی۔ اور سکھوں کے پھاوڑے مذبح کو منہدم کرتے رہے۔ اور مسلمان یہ سمجھ کر خاموش رہے۔ کہ جب پولیس موجود ہے۔ تو انہیں مداخلت کی کیا ضرورت۔ یقیناً پولیس پر بھروسہ کرنے میں مسلمانوں نے سخت غلطی کی۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ سکھوں کی اس قانون شکنی کے خلاف گورنمنٹ کیا کارروائی کرتی ہے۔ مسلمانوں کا یہ مطالبہ بالکل واجبی ہے۔ کہ ان کے منہدم شدہ مذبح کو از سر نو تعمیر کیا جائے۔ اور سرکش سکھوں اور ان کے ہندو پشت و پناہوں کو اس پر مجبور کیا جائے۔ کہ وہ قانون اور احکام سرکاری کا احترام کریں۔ تا کہ آئندہ اس قسم کے واقعات دوبارہ نہ پیش آئیں۔ (حقیقت لکھنؤ ۱ ستمبر ۱۹۲۹ء)

مذبح قادیان اور کمشنر صاحب

گذشتہ اشاعت میں ہم نے قادیان سے موصول شدہ ایک تار شائع کیا تھا۔ جس میں کمشنر صاحب لاہور کے حال کے معائنہ کے متعلق تفاصیل درج تھیں۔ لالہ لاجپت رائے آنجہانی کہا کرتے تھے ہندوستان کے انگریز افسران دو حصوں میں منقسم ہو سکتے ہیں۔ یعنی ایک وہ جو ہندوؤں کا ساتھ دیتے ہیں۔ دوسرے وہ جو مسلمانوں کو پسند کرتے ہیں۔ اسی تقسیم کی بناء پر قادیان سے موصول شدہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ موجودہ کمشنر صاحب ہندوؤں کے طرفدار ہیں۔ اپنی پہلی آمد کے موقعہ پر انہوں نے مسلمانوں کے معزز نمائندگان کے وفد کو مذبح کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے ملاقات تک کا موقع نہ دیا۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کو گورنر صاحب بہادر کی خدمت میں بطور پر دشت تار دینا پڑا۔ تب کمشنر صاحب نے لوگوں کو پھر اطلاع دی۔ کہ وہ دوبارہ قادیان کے لوگوں اور تمام مذاہب کے نمائندگان کو شرف ملاقات بخشنے والے ہیں۔

اس پر قادیان کے ارد گرد کے بہت سے دیہات کے مسلمان نمائندگان مذبح کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے لئے جمع ہو گئے۔ اور بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کمشنر صاحب ان کے ساتھ غیر ہمدردانہ طریقہ سے پیش آئے۔ اور ان کے وکلاء کو اپنے دلائل پیش کرنے تک کا موقع نہ دیا۔ لیکن دوسری طرف سکھوں کو جو کہ مذبح سے بہت زیادہ دور فاصلہ سے آئے ہوئے تھے۔ اپنے خیالات اور دلائل پیش کرنے کا موقع دیدیا۔ اور ہندوؤں کے ساتھ بہت نرمی اور تہذیب سے پیش آئے۔ مسلمانوں کے بہت تھوڑے اور ناکافی نمائندگان کو ملاقات کا موقع دیا۔ اور ان کے صاف اور صریح دلائل پر خود جرح کرتے رہے۔ اور پولیس کے انتظامات سے مطمئن نہ ہوتے ہوئے خود انتظامات میں لگ گئے۔ گویا پہلے بھی مسلمانوں ہی نے فساد کیا تھا۔ اور اب بھی ان کی طرف سے ہی فساد کا اندیشہ تھا۔

اگر مندرجہ بالا بیانات صحیح ہیں۔ تو کمشنر صاحب نے مسلمانوں کو جائز امداد سے محروم کر کے ہندوؤں اور سکھوں کے وکیل کے طور پر کام کیا ہے۔ اور بجائے برٹش انڈیا کا ایک حاکم ہونے کے انہوں نے اپنے آپ کو ایک ہندو ریاست کا جانبدار حاکم ثابت کیا ہے۔

ان حالات کی موجودگی میں یہ قدرتی بات ہے۔ کہ مسلمان اس نتیجہ پر پہنچیں۔ کہ کمشنر صاحب سے انہیں کسی قسم کے انصاف کی امید نہیں۔ اور گو انہوں نے ابھی تک ان کے ساتھ عدم تعاون کا فیصلہ نہیں کیا۔ لیکن انہوں نے تار میں اپنے ایسے جذبات کا پہلودار الفاظ میں اظہار کر دیا ہے۔ ان حالات کی موجودگی میں یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ اس تکلیف دہ معاملہ کے تصفیہ کے لئے کوئی بہت انصاف پسند حاکم مقرر ہو۔ جو بالکل غیر جانبدارانہ فیصلہ صادر کرے۔

اس بات میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہی۔ کہ اس معاملہ میں کمشنر صاحب نے اپنے اعتماد کو بالکل کھو دیا ہے۔ اور ہم گورنمنٹ پنجاب کو مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ کسی ایسے اعلیٰ افسر کو اس معاملہ کے تصفیہ کے لئے مقرر کرے جس پر تمام فرقوں کو پورا اعتماد ہو" (مسلم آؤٹ لک ۲ ستمبر)

حکومت ہندوؤں سے دبتی ہے

ہمارے اس خیال کو شاید غلط کہا جائے لیکن واقعہ یہی ہے۔ کہ حکومت ہندوؤں سے دبتی ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی ایک تہائی ہے۔ وہ تہائی ہندوؤں نے ملک کے لئے جو دستور اساسی بنایا ہے۔ وہ قبول نہیں کرتے۔ برطانی حکومت کے تمام ارکان کو اس کا علم ہے۔ مگر کہا جاتا ہے۔ کہ مہاتما گاندھی اور پنڈت موتی لال نہرو کو تصفیہ کے لئے لندن میں بلایا جائے گا کسی مسلمان کو نہیں۔ اگر حکومت ہندوؤں سے دبتی نہیں تو پھر صرف انہیں کے دو ہیوں کو کیوں بلاتی ہے۔

مسلح سکھوں نے قادیان کا بوچڑ خانہ منہدم کر دیا۔ مسلمان بہت چیخے چلائے۔ نہ ہندو انصاف پر آمادہ ہوئے اور نہ حکومت متوجہ ہوئی۔ سکھوں نے اس جگہ کو گوردوارہ کا باغ اور ہندوؤں نے بردولی کا میدان بنا دینے کی دھمکی دی۔ صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے بوچڑ خانہ کا لائسنس ہی منسوخ کر دیا۔ حکومت نے اگر دب کر ایسا نہیں کیا۔ تو کیا مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے کیا ہے۔

علاوہ ازیں جس محکمہ میں نظر اٹھا کر دیکھا جائے۔ اول سے آخر تک ہندو ہی ہندو نظر آتے ہیں۔ جہاں ہندو ہیڈ کلرک ہوں۔ وہ کسی مسلمان کو نزدیک تک نہیں آنے دیتے۔ پولیٹیکل مخالفت میں ہندو انگریزوں کی کسی دلیل کو قبول ہی نہیں کرتے۔ آئے دن سلسلہ شورش ہوتی رہتی ہیں۔ وہ انگریزوں پر بم پھینکتے رہتے ہیں۔ انگریزوں کو دن دہاڑے قتل کر ڈالتے ہیں۔ پھر بھی حکومت کے تمام انعام و اکرام کی بارش اسی ہندو قوم پر جاری ہے۔ بقول پیسہ اخبار لاہور میں ہندو مخالف کا یہ رویہ ہے۔ کہ تمام دن تو انگریز افسروں کے سامنے دفتروں میں لالہ جی ہاتھ جوڑتے اور ماتھا ٹیکتے رہتے ہیں۔ اور شام کے وقت یہی لالہ بھائی موری دروازہ کے باغ میں جمع ہو کر انقلاب زندہ باد۔ بندے ماترم اور انگریزوں کو نکال دو کا لیکچر دیتے ہیں۔ بایں ہمہ بر دفتر میں انہیں ہندو بابوؤں کی کثرت ہے۔ معاصر پیسہ اخبار اگر نہیں سمجھ سکا۔ کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ تو ذرا تکلیف کر کے کسی بڑے صاحب سے پوچھ لے۔ ورنہ ہم تو یہی کہیں گے کہ حکومت ہندوؤں سے دبتی ہے۔ (وکیل ۳ ستمبر ۱۹۲۹ء)

کیا قادیان میں مذبح نہ بنے گا؟

قادیان میں ۱۰ فیصدی مسلمان بستے ہیں جن میں کا اکثر حصہ غریب لوگوں کا ہے۔ یہ بات ظاہر ہے۔ کہ غریب جو بکری کا گوشت نہیں خرید سکتے۔ وہ گائے کے گوشت پر ہی قناعت کریں گے۔ اسلئے انہوں نے سال ٹاؤن کمیٹی میں ذبح خانہ کیلئے اجازت طلب کی۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے نہایت تحقیقات کے بعد اور کمشنر صاحب سے مشورہ کرنیکے بعد اجازت دی۔

لیکن سکھوں نے زبردستی کر کے اس ذبح خانہ کو گرا دیا۔ اور کمشنر صاحب نے بھی اس پہلی اجازت کو منسوخ کر دیا۔ ہماری حیرت کی کوئی حد نہیں رہتی جب اس قسم کا نامناسب سلوک حکومت مسلمانوں سے روا رکھتی ہے یعنی دس فیصدی آبادی جس طرح چاہے کرے۔ اور نوے فیصدی کو مجبور کیا جائے۔ کہ وہ حکومت کے ہر حکم کی تعمیل کرے۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ مذبح کو گرانے کے وقت مسلمانوں کی خالی از عقل خاموشی کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ گورنمنٹ بھی اب قادیان میں مذبح کی ضرورت کی قائل نہیں رہی۔ اگر مسلمانوں کی طرف سے پوری مدافعت کیجاتی اور اینٹ کا جواب خاموشی سے نہ دیا جاتا۔ بلکہ پولیس کی ہدایت کے ماتحت خوب جواب دیا جاتا۔ تو آج حکومت کا مسلمانوں کے ساتھ یہ سلوک نہ ہوتا۔

ہم سمجھتے ہیں۔ کہ مسئلہ گاؤکشی میں جو ابتدائی شدید غلطی ہوئی ہے وہی قانونی غلطی ہے۔ اور وہی فساد کی جڑ ہے۔ قانون میں رواج اور رسم کو سب سے اونچا درجہ دیا گیا ہے۔ یعنی جب کسی مقام کے مسلمان مذبح گاؤ کھولنا چاہتے ہیں۔ تو انہیں حکام ضلع سے اسکی اجازت لینی پڑتی ہے۔ حالانکہ گائے کے گوشت کی خرید و فروخت بالکل عام تجارتی مشاغل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اس کے لئے کسی اجازت کی ضرورت نہ ہونی چاہیئے کوئی شخص جوتے کی دکان کرنے کے لئے مجسٹریٹ ضلع سے دریافت نہیں کرتا۔ کوئی شخص پنساری کی دکان یا آٹے دال کی دکان کیلئے حکام ضلع سے اجازت نہیں لیتا۔ پھر گائے کے گوشت کی فروخت اور مذبح کی تعمیر کیلئے کیوں اجازت لینے کی ضرورت ہو۔ قانون انگریزی کے اندر جو سب سے بڑی فروگذاشت رکھی گئی ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ اس نے ہندوؤں کے غلط جذبہ کو ملحوظ رکھکر مذبح گاؤ پر رسم و رواج کی پابندیاں عائد کر رکھی ہیں۔

اس احمقانہ آئین سازی کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ ہر مقام پر مذبح گاؤ قائم کرنے سے پہلے ایک بے پناہ بحث چھڑ جاتی ہے۔ کہ یہاں پہلے بڑا گوشت فروخت ہوتا رہا ہے یا نہیں۔ تا ضلع کا ضلع فیروزپور میں اب تک اس قضیہ نامرضیہ کا تصفیہ نہیں ہو سکا۔ اور قادیان کے قریب و جوار میں بھی جھگڑا شروع ہو گیا ہے۔ اس تنازعہ کا صرف ایک ہی حل ہے۔ اور ...

جلسہ سالانہ پر آنیوالی خواتین کے متعلق

ضروری اعلان

جلسہ سالانہ پر جو خواتین تشریف لایا کرتی ہیں۔ ان کے قیام و طعام کا انتظام زیر نگرانی ناظر صاحب ضیافت لجنہ اماء اللہ کے سپرد ہوتا ہے۔ اور ہر قسم کا کام لجنہ کی ممبرات اور ان کے ماتحت قادیان کی قریباً سب احمدی بہنیں کرتی ہیں۔ چونکہ عورتوں کو مردوں کے برابر ابھی تجربہ ہوا ہے۔ اور نہ انہیں یہ کام اپنے ہاتھ میں لئے زیادہ عرصہ گزرا ہے۔ اس لئے جو عمدگی کام میں ہونی چاہئے۔ وہ ابھی ہمیں حاصل نہیں۔ اس لئے لجنہ اماء اللہ کے ایک جلسہ میں یہ تجویز منظور کی گئی ہے۔ کہ ابھی سے جلسہ سالانہ ۱۹۲۹ء کے متعلق کام شروع کر دیا جائے۔ اور سب سے پہلا کام یہ کیا جائے۔ کہ سلسلہ کے اخبارات کے ذریعہ اعلان کیا جائے۔ کہ جو بہنیں گذشتہ سالوں میں جلسوں پر آتی رہی ہیں۔ وہ اپنے تجربہ کی بناء پر تحریر فرما دیں۔ کہ پچھلے انتظامات میں کیا کیا نقائص تھے۔ اور یہ کہ ان کے نزدیک آئندہ فلاں فلاں باتیں اختیار کرنے کے قابل ہیں۔ تاکہ منتظمات جلسہ ان تمام نقائص اور تجاویز پر غور کر کے آئندہ کے لئے موزون پروگرام کام کا تجویز کر کے اس پر عمل کریں۔ امید ہے۔ تمام بہنیں اس کام میں ہمارا ہاتھ بٹائیں گی۔ اور بواپسی اپنی آراء سے مجھے مطلع کریں گی۔

ام داؤد قائم مقام پریذیڈنٹ لجنہ اماء اللہ قادیان

آریہ سماج کے ہال میں لیکچر

ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب پیمو۔ برما سے بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں۔ ایک پبلک جلسہ میں "پیغام صلح" کے موضوع پر سید محمد لطیف صاحب احمدی نے مورخہ ۴ ستمبر بوقت شام آریہ سماج لیکچر ہال پیمو میں پُرزور لیکچر دیا۔ مسٹر اے چینیا پلیڈر نے جلسہ کی صدارت فرمائی۔ لیکچرار صاحب نے اپنے موضوع کی تائید میں قرآن کریم اور احادیث سے دلائل اور ثبوت پیش کئے۔ لیکچر نہایت دلچسپ اور مفید تھا۔ حاضرین نے بہت پسند کیا۔ کچھ غیر احمدیوں نے احمدیوں کے خلاف بہت پروپیگنڈا کیا۔ اس لئے حاضرین کی زیادہ تعداد غیر مسلموں پر مشتمل تھی۔ اور بہت تھوڑے مسلمان شامل تھے۔ لیکچر میں اس بات کو نہایت خوبی اور صفائی کے ساتھ واضح کیا گیا۔ کہ کس طرح اس زمانہ کے مصلح حضرت مسیح موعودؑ نے دنیا بھر میں۔ صلح اور اتحاد کے سوال کو بوضاحت حل فرما دیا ہے۔

ریاست کپورتھلہ کی فیاضی

امسال دریائے بیاس میں غیر معمولی سیلاب سے جو طغیانی وقوع میں آئی۔ اس سے چند ایک دیہات ریاست کپورتھلہ کے مکانات کا نقصان ہوا۔ لوگوں کی امداد کے لئے ریاست کی طرف سے فوراً دو خاص افسر مقرر کئے گئے۔ جنہوں نے ہر ایک ایسے گاؤں میں خود پہنچ کر موقعہ پر مناسب مالی امداد دی۔ کپورتھلہ کی طرف سے جو فوری انتظام رعایا کی دستگیری کے لئے کیا گیا ہے۔ وہ دوسری ریاستوں کے لئے قابل تقلید ہے۔ رعایا کپورتھلہ کا دل اپنے حکمران کی نسبت شکریہ سے لبریز ہے۔

دیوان عبد الحمید صاحب چیف منسٹر کپورتھلہ ہر ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر کے عین منشاء کو پورا کرنے کے لئے ہر ایک کام جس مستعدی اور قابلیت سے سرانجام دیتے ہیں۔ وہ قابل تعریف ہے۔ (نامہ نگار)

کراچی میں احمدیہ لائبریری

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک لائبریری کھولدی گئی ہے جس کا افتتاح یکم ستمبر ۱۹۲۹ء کو کیا گیا۔ اس سلسلہ میں شیخ محمد غوث صاحب کنٹرکٹر کی قربانی قابل ذکر ہے۔ احباب سے استدعا ہے کہ لائبریری نیز جماعت احمدیہ کراچی کی کامیابی کیلئے دعا فرماویں۔ (اللہ داد جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ کراچی)

کمزوریٔ دماغ اور قلتِ رقت کی مشہور دوا

رائے بہادر مولراج ایم۔ اے کی

دوج راج وٹی

یہ دوائی اعلیٰ درجہ کی مقوی دماغ اور مقوی اعضائے رئیسہ ہے اس کے استعمال سے مردوں کی شکایات مانع اولاد رفع ہو جاتی ہیں۔ نیز ضعفِ معدہ۔ پرانا زکام۔ دل کی دھڑکن کے لئے بہت مفید ہے۔ بصارت کو بڑھاتی ہے۔ اور جسم میں خون صالح پیدا کرتی ہے۔ طالب علم و دیگر دماغی کام کرنیوالے حافظہ کو بڑھانے کیلئے لگاتار ہر موسم میں استعمال کر سکتے ہیں ۔

یکمشت چار پیکیٹوں کے خریداروں کو خاص رعایت۔ اپنے آرڈر کے ساتھ اس رعائتی کوپن کو کاٹ کر بھیجدیں۔ بجائے دس روپیہ کے قیمت (عہ) نو روپے چارج ہوگی ۔

شیخ تفضل حسین صاحب سرکل انسپکٹر پولیس ڈنتی واڑہ بستی سٹیٹ ضلع رائے پور۔ یو۔ پی۔ جناب من تسلیم۔ میں نے آپکے یہاں سے دوج راج وٹی ۸۰ گولی منگوا کر استعمال کی ہیں۔ واقعہ میں یہ دوائی جادو کا اثر رکھتی ہے۔ براہ مہربانی ۸۰ گولی اور بذریعہ وی پی بھیجدیں۔

بابو محمد ایوب خان صاحب قریشی پوسٹل کلرک منٹگمری لکھتے ہیں آپ کی دوج راج وٹی دماغی کمزوری کے لئے استعمال کی ہے دراصل یہ گولیاں عجیب و غریب ہیں۔ اور نہایت فائدہ مند چیز معلوم ہوتی ہیں بہترین ٹانک ہے۔ مشہور روزانہ مسلم اوٹ لک اخبار کے فاضل ایڈیٹر اپنی ۲۰ مئی ۱۹۲۸ء کی اشاعت میں لکھتے ہیں کہ تمام آیورویدک اور یونانی دوائیوں میں سے جو اس وقت نہایت کوشش سے ولایت کی طرح قابل اعتبار بنائی گئی ہیں رائے بہادر مولراج ایم۔ اے کی دوج راج وٹی بھی عمدہ ٹانک رسائن ہے ۔

رعائتی کوپن "الفضل"

بکرم منیجر صاحب مہیش اوشدھالیہ لاہور۔ . . . . . (رعائتی کوپن الفضل)

میرے نام چار پیکیٹ دوج راج وٹی ۹ روپے ۱۲ آنے کا وی پی بھیج کر مشکور فرمائیں ۔

نام بمعہ عہدہ - - - - - - - -

پورا پتہ - - - - - - - -

مختصر فہرست ادویات ارسال درمفت

منیجر مہیش اوشدھالیہ رائے بہادر مولراج ایم اے

بازار پاپڑ منڈی۔ پوسٹ بکس نمبر ۱۴۲ لاہور

فرانس کے ایک ڈاکٹر کی حیرت انگیز شہرہ آفاق مجرب

— اور —

شرطیہ بے نظیر ایجاد

رجسٹرڈ حسنِ یوسف

چہرے کے بدنما داغوں کو دُور کرنے گورے اور خوبصورت ہونے کی شرطیہ اور لاثانی دوا

جس کے صرف چند روز بلاناغہ مل کر نہانے سے کالا اور کملایا ہوا بدنما کرخت چہرہ اور جسم مخمل کی مانند ملائم اور گلاب کے پھول کیطرح خوبصورت اور سرخ ہو جاتا ہے جس کا ہر ایک قطرہ چیچک وغیرہ کے بدنما سیاہ داغوں کی تشبیب میں اپنا گھر بنالیگا جس سے گویا نہ کسی قسم کے چیچک کا داغ رہیگا نہ چھائی نہ کیل ہونگے۔ نہ کانٹے جھریاں دُور ہو جائینگی۔ اور مہاسے فی الفور کافور۔ اگر چہرہ کا رنگ ہر ایک حسین کے برابر پیارا معلوم نہ ہو۔ تو دام جب ہیں لینگے۔ خوشبو اسقدر اعلیٰ کہ شہزادہ کے استعمال کے لائق۔ ایکدفعہ ملکر جبتک دوبارہ غسل نکیا جائیگا دماغ معطر رہیگا پسینہ کی بدبو بغل گند۔ کھال کے کل عوارض پھوڑہ پھنسی۔ کھال کا تڑخنا داد پیر کا پھٹنا۔ خارش کو از حد مفید ہے۔ عطر اور پوڈر کا لگانا شوقین کو بھول جائینگے۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت صرف فی شیشی دو روپیہ تین شیشی پانچ روپے چار آنے۔ صرف ایک دفعہ آزمائش شرط ہے ۔

مہ و خورشید کے منہ دھوتے کو حسن و خوبصورتی کا صابن حسن یوسف سوپ (رجسٹرڈ) قیمت صرف فی بکس ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

بیگمات اور رانیوں کے لئے حسن و خوبصورتی کا مخزن دائمی شباب کا ضامن حسن یوسف ہیر آئل رجسٹرڈ۔ قیمت صرف فی شیشی ایک روپیہ (عہ) لو آج پیش کش ہے یہ ایجاد کام کی۔ حاجت نہ اُسترے کی نہ منت حجام کی

بال

شرطیہ عمر بھر نہیں اُگتے

یہ ایک قسم کا روغن ہے جو بالوں کو جڑ سے اکھیڑ دیتا ہے۔ لطف یہ کہ بے ضرر ہے جسکو دیکھ کر انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے اور اس بے نظیر جوہر کو صرف تین چار مرتبہ استعمال کرنیسے بغیر کسی تکلیف کے نازک سے نازک جگہ کے بال اُگنے ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتے ہیں۔ اور پھر تا زندگی دوبارہ بال اُس جگہ نہیں اُگتے۔ بلکہ جلد نہایت عمدہ ریشم کیطرح نرم ملائم اور گلاب کے پھول کی مانند خوبصورت ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ نہایت اعلیٰ اور خوشبودار بلا تکلیف بال دُور کرنیکی اصلی آزمودہ اور شرطیہ دوا ہے جسکی خوبیاں استعمال سے معلوم ہونگی۔ صرف ایکدفعہ آزمائش شرط ہے۔ باوجود اس قدر خوبیوں کے قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

ملنے کا پتہ

ہیڈ آفس حسن یوسف رجسٹرڈ لاہور

بواسیر کی مرض جڑ سے کٹ گئی

ناظرین اس دوائی کے اشتہار کو ہم اس سال کے پرچہ خاص سالانہ میں بھی نکلوا چکے ہیں۔ امید ہے جن صاحبان نے اس دوائی کو ہم سے منگوا کر استعمال کیا ہے۔ امید ہے۔ بیماری جڑ سے کٹ گئی ہوگی۔ اور آپ کو فائدہ عمر بھر کیلئے پہنچ گیا ہوگا۔ آپ کو معلوم ہو۔ یہ دوائی ایک سنیاسی کا بخشا ہوا نسخہ ہے۔ جو دوائی کہ ہزارہا کو اچھا کر چکی ہے۔ بواسیر کیسی ہی پرانی ہو۔ یا نئی۔ خونی ہو۔ یا بادی۔ صرف سات روز اس دوائی کے استعمال سے عمر بھر کے لئے جڑ سے اکھڑ جاتی ہے اور پرہیز بھی کوئی خاص نہیں ہے۔ قیمت صرف سات یوم کے استعمال کے واسطے ایک روپیہ بارہ آنے۔ (عہ)

شیخ وزیر معرفت شیخ محمد الدین محلہ شیخاں

بازار چوڑے موری۔ اندرون شاہ عالمی دروازہ لاہور

مکرمی! السلام علیکم

تقاضائے وقت اور حالات حاضرہ نے آپ پر بخوبی روشن کردیا ہوگا کہ معاونت اور رواداری قومی باہمی کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ اسلئے جب تک ان اصولوں کو رواج دیکر سلسلہ میں عام نہ کیا جائے تب تک یہ ترقی ملتوی رہیگی اسلئے آپکی توجہ اس طرف مبذول کرانی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ رشتہ اتحاد کی خاطر اس میں کو اپریشن کرکے قومی بنیاد کو مستحکم کرنیکے لئے قدم اٹھائیں اگر آپ کی طاقت اور بس کی بات ہو۔ تو مندرجہ ذیل اشیاء کی پرائس لسٹ میں سے کسی چیز کی فرمائش بھیجیں۔ اگر ان اشیاء سے تعلق نہ رکھتے ہوں تو آپ اپنے حلقہ اثر میں سفارش کریں اور دوستوں کے نام ارسال فرمائیں۔ جو آپکے گرد و پیش ان چیزوں کی تجارت کرتے ہوں اور آرڈر دینے کے مجاز ہوں مثلاً ہیڈ ماسٹر سکول ہیڈ کلرک پلٹن اور فوجی افسر وغیرہ۔ مال از قسم سپورٹس جو سکولوں اور پلٹنوں میں خرچ ہوتا ہے اور سامان بینڈ وغیرہ بکفایت عمدہ تسلی بخش اور نہایت اعلیٰ ارسال ہوگا ۔ پرائس لسٹ منگائیے گا ۔

نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بنایا ہوا ہے جو امراض شکم۔ خاصکر قبض کے لئے نہایت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ آپ کے والد صاحب مرحوم نے اس نسخہ کو ستر برس کی عمر تک استعمال کیا۔ اور قبض و پیٹ کی صفائی کے لئے بہت مفید پایا۔ اس لئے یہ گولیاں احباب کے پاس ضرور ہونی چاہئیں۔ تاکہ بوقت ضرورت کام آسکیں۔ ترکیب استعمال صرف ایک گولی شام کو سوتے وقت نیم گرم پانی یا دودھ کے ہمراہ استعمال فرمائیں ۔

قیمت ساٹھ گولی بمعہ محصول ڈاک ایک روپیہ (عہ)

عزیز ہوٹل۔ قادیان ضلع گورداسپور

اشتہار

کثیر الاشاعت اخبار "گورو گھنٹال" لاہور

شیخ غلام احمد صاحب محلہ پیر گیلانیاں لاہور کے نام نامی سے شاذ و نادر ہی کوئی آدمی ناواقف ہوگا۔ کیونکہ شیخ صاحب کی طرف سے پچیس ۲۵ سال سے تجربہ ہے۔ جس کا اشتہار "زمیندار" اخبار میں ۲۵ سال سے لگاتار بارہ مہینے نکلتا رہتا ہے۔ بعنوان "اس کے پڑھنے سے بہتوں کا بھلا ہوگا" پنجاب اور ہندوستان کے بہت سے اخبارات میں شائع ہو رہا ہے۔ ہمارے بہت سے دوستوں نے جنہوں نے شیخ صاحب کی اس دوائی کو خود استعمال کیا وہ اس اکسیر صفت دوائی کی حد سے تعریف کرتے ہیں۔ یہ باتیں شیخ صاحب کے نہایت ایماندار ہونے کی دلیل ہے۔ شیخ صاحب کی سادگی اور خوش خلقی قابل تعریف ہے ہم ناظرین سے سفارش کرتے ہیں کہ جو بھائی خدانخواستہ کبھی کسی وقت اس ناہنجار مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ وہ شیخ صاحب سے طلب کرکے استعمال کریں۔ مورخہ ۲۴/۵/۲۶ +

استعمال کرنے پر فائدہ مند ثابت ہوئیں

آپ کی مقوی نیپالی گولیاں اور روغن مالش چار پانچ عدد مریضوں پر استعمال کیا گیا۔ ہر دفعہ فائدہ مند ثابت ہوا +

راقم سوہنا مل (راولپنڈی)

مایوس کو فائدہ ہو گیا ہے

آپ کے مکمل بکس کے استعمال سے ایک مایوس مریض کو فائدہ ہو گیا ہے۔ واقعی لاجواب دوا ہے

بلاقا نمبردار لائلپور

اس کے پڑھنے سے بہتوں کا بھلا ہوگا

طاقت اور دماغی طاقت کو قائم رکھنے والی دوائی جو کہ ہر صفت میں پُر ہے۔ پرائیویٹ خط و کتابت ہمارے ساتھ ضرور کیجئے۔ ہم آپ کو صلاح دینگے۔ اور ہر قسم کی دوائی بذریعہ آپ کی ضروریات روانہ کرکے آپ کو خوش کرینگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ ضرور آپ کو فائدہ ہوئیگا۔ آزمائش شرط ہے۔ بمفصل مضمون "زمیندار" میں ملاحظہ فرمایا کریں +

اتفاقاً خوش قسمتی سے مجھے ایک ملازمت میں نیپال جانا پڑا۔ جولائی سنہ ۱۹۱۹ء کو میں لاہور سے نیپال روانہ ہوا۔ راستہ میں دو ایک جگہ ٹھیرتا ہوا تیرھویں دن نیپال کے مشہور شہر کھٹمنڈو میں پہونچ کر سرائے میں اُترا۔ مجھ سے ایک فقیر خضر صورت جو ایک دو روز پہلے کے وہاں مقیم تھے پوچھنے لگے۔ کہ تم اداس اور تمہاری صورت مریضوں کی سی کیوں ہے۔ میرے پُر درد دل نے اس فقیر خضر صورت اور کامل سنیاسی فقیر سے اپنا سارا ماجرا کہہ ڈالنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ میں نے بے کم و کاست اپنی ساری سرگذشت کا کچا چٹھا بیان کرکے یہ بھی کہہ دیا۔ کہ اب میں اس زندگی سے تنگ آ کر خودکشی پر آمادہ ہوں۔ اس فقیر صاحب کمال نے ازراہ شفقت میرے حال زار پر رحم کھا کر ایک نسخہ کھانے کے لئے مقوی گولیوں کا اور دوسرا نسخہ مالش کے تیل کا بتایا۔ چنانچہ میں نے بموجب ارشاد اس صاحب کمال کے جنگلی جڑی بوٹیاں اور کئی ادویات بازار سے خرید کر ہر دو جو کہ بتایا کو دوبرہ اس صاحب کمال کے تیار کرکے استعمال کرنا شروع کیا۔ ناظرین میں اپنے خدا کو حاضر ناظر جان کر سچ کہہ رہا ہوں۔ کہ ساتویں روز ہی میری تمام شکائتیں جو ایک مریض کو لاحق ہوا کرتی ہیں۔ رفع ہونی شروع ہوگئیں۔ مگر بموجب ہدایت اپنے محسن کے اکیس روز تک برابر پرہیز اور استعمال جاری رکھنا پڑا۔ میں ہر روز تین سیر دودھ بآسانی ہضم کر لیتا تھا۔ میرا چہرہ بارونق۔ بدن مضبوط۔ بینائی طاقتور ہوگئی۔ لاہور واپس آ کر باقی ماندہ دوا کا کئی ایک مریضوں پر تجربہ کیا۔ اور ہر قسم کی بیماری کے لئے اکسیر سے بڑھ کر پایا۔ اب کئی ایک دور اندیش احباب کے اصرار اور عام کے فائدہ کو مدنظر رکھ کر یہ اشتہار بغرض اطلاع رفاہ عام دیا جاتا ہے۔ کہ اگر کوئی صاحب کسی خطرناک اور قبیحہ عادات کے شکار بن کر فطرت انسانی سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ اور سینکڑوں روپے علاج معالجہ پر صرف کرکے بھی مایوسی حاصل کر چکے ہوں وہ اس قلیل القیمت سریع الاثر دوائی کو استعمال کرکے صحتیاب ہو جائیں۔ اور خدا کے فضل کے گیت گائیں۔ یہ قیمت صرف لاگت ادویات اور خرچ اشتہارات پر بشکل اکتفا کرتی ہے۔ اور ذاتی فائدہ بہت کم ملحوظ ہے +

قیمت روغن مالش جو صحت کے لئے کافی ہے۔ صرف تین روپے آٹھ آنے۔ قیمت مقوی اعصاب گولیاں فی شیشی جس میں سات یوم کی چودہ ۱۴ خوراک موجود ہیں۔ دو روپیہ آٹھ آنے۔ مریضوں کے لئے یہ گولیاں نہایت مفید ہیں۔ مادر زاد کمزوری کے سوائے خواہ کسی قسم کی ناتوانی کا مرض کیوں نہ ہو تین شیشی مقوی اعصاب گولیاں اور ایک شیشی روغن مالش کافی ہے۔ اس دوائی کے استعمال سے کسی قسم کا آبلہ یا پھنسی ہرگز نمودار نہ ہوگی۔ اور نہ ہی اس دوائی میں کسی کشتہ وغیرہ کی آمیزش ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان گولیوں کا استعمال ہر بوڑھا۔ بچہ بآسانی بغیر لحاظ موسم کے کر سکتا ہے۔ اور لطف یہ کہ اس دوائی کے استعمال کرنے کے بعد تازیست کسی دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ مکمل بکس کے خریدار کو محصول ڈاک معاف قیمت مکمل بکس دس روپے (۱۰ للعہ) اس دوائی میں سوائے جڑی بوٹیوں کے کوئی جزو خلاف دھرم و ایمان نہیں ہے +

آخر میں یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے۔ کہ اس اشتہار کے نکالنے سے میری کوئی ذاتی غرض نہیں ہے۔ اور نہ ہی بفضلہ تعالےٰ مصنوعی اور جعلی اشتہار شائع کرکے پبلک سے روپیہ کمانے کی توقع ہے + + + + + +

بے شک لاجواب دوائی ہے

آپ کی نیپالی گولیاں اور روغن مالش بے شک لاجواب دوائی ہے +

(سید عباس علی شاہ۔ کوٹلی)

آپ کی دوائی عمدہ ثابت ہوئی

اور مریض بالکل تندرست ہو گیا۔

راقم

غلام محمد انسپکٹر پولیس۔ کیمل پور

ہر ایک قسم کی خط و کتابت بنام
شیخ غلام احمد محلہ پیر گیلانیاں لاہور

آپ کی دوائی سے مجھے بہت

زیادہ فائدہ ہوا۔ یہ ایک مفید دوائی ہے +

راقم

نبی احمد۔ میرٹھ

ہندوستان کی خبریں!

——— لاہور۔ ۹ ستمبر لاہور ریلوے سٹیشن پر پولیس نے دو پٹھانوں کو گرفتار کیا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ان کے قبضے سے ۴۸ سیر چرس برآمد ہوئی

——— شملہ۔ ۱۰ ستمبر۔ مشرقی افریقہ کا ہندوستانی وفد مسٹر مینڈیا کی قیادت اور مسٹر پرشوتم داس اور مسٹر کنزرو کی معیت میں سر میاں فضل حسین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وفد مذکور نے اپنے مطالبات پیش کر کے حکومت ہند کی حمایت کی درخواست کی۔ سر فضل حسین نے وعدہ کیا۔ کہ میں اس معاملہ پر غور کرنے کے بعد جواب دوں گا۔

——— حیدر آباد۔ ۹ ستمبر ضلع نواب شاہ میں طغیانیوں نے ہولناک تباہی پھیلا دی ہے۔ تعلقہ کندیارو کو سخت نقصان پہنچا ہے بعض دیہات کے باشندے آمد و رفت سے محروم ہو گئے ہیں۔ اور حکام وہاں سے چلے جانے کا انتظام کر رہے ہیں۔ سکھر اور بیریج ورکس مزید خطرے سے محفوظ نہیں۔ گشت کرنے والے خاص محافظین ہٹا لئے گئے ہیں۔ کوٹڑی وغیرہ کے متعلق جو حفاظتی تدابیر اختیار کی گئی ہیں۔ وہ اطمینان بخش ہیں۔

——— پشاور۔ ۱۰ ستمبر۔ سر نارمن بولٹن چیف کمشنر صوبہ سرحد جو رخصت پر انگلستان گئے ہوئے تھے۔ پشاور پہنچ گئے ہیں۔ اور اپنی حکومت کا جائزہ لے لیا ہے۔ کرنیل ہیل قائم مقام چیف کمشنر ۹ ماہ کی رخصت پر انگلستان روانہ ہو گئے ہیں۔

——— راولپنڈی سے پشاور جانے والی جرنیلی سڑک ہرو کا پل ٹوٹ جانے کی وجہ سے ناقابل گذر ہے۔ بارک ماسٹری والے ریلوے کے پل پر سے عارضی راستہ نکالنے کے متعلق حکام ریل سے گفت و شنید کر رہے ہیں۔ ایبٹ آباد کی سڑک پر حسن ابدال اور ہری پور کے درمیان موٹر کاریں صرف دن کے اجالے میں گذر سکتی ہیں۔ کشمیر کا راستہ تا ہنوز بند ہے

——— پنڈی گھیب۔ ۹ ستمبر۔ موضع پتوال ضلع کیمبل پور کے ایک شخص کی دوسری بیوی نے اپنے خاوند کی پہلی متوفی بیوی کے لڑکے کو جو دس سال کا تھا۔ قتل کر دیا۔ اور اس کے ٹکڑے کر کے کچھ تو چارپائی کے نیچے چھپا دیئے۔ اور باقی ہنڈیا میں پکا کر اپنے خاوند کو کھلانا چاہا لیکن اس کے کھانے سے پیشتر بچہ کی تلاش کی۔ تلاش کرنے پر مقتول بچہ کے جسم کے ٹکڑے چارپائی کے نیچے سے برآمد ہو گئے۔ پولیس کو اطلاع دی گئی۔ جو عورت کو گرفتار کر کے پنڈی گھیب لے آئی۔ اب یہ ڈائن حوالات میں ہے۔

——— شملہ۔ ۱۱ ستمبر۔ کمار گنگا نند سنہا کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے سر گریر ہوم ممبر نے ایک بیان میز پر رکھا جس میں واضح کیا گیا تھا۔ کہ مقدمہ سازش لاہور کے ملزموں میں سے ستر ہ نے مقاطعہ جوعی کر رکھا ہے۔ ان میں سے نو کھانا پینا چھوڑے ۵۱ دن۔ دو کو ۳۱ دن ایک کو ۵۵ دن ایک کو ۱۴ دن ایک کو ۲۴ دن اور ایک کو ۴۴ دن گذر چکے ہیں

——— شملہ ۱۱ ستمبر۔ شاردا بل کو ملتوی رکھنے کی جو تحریک پیش ہوئی تھی۔ وہ تقسیم آراء کے بغیر تالیوں کے شور میں مسترد قرار دی گئی۔ اور سیلیکٹ کمیٹی کے ترمیم کردہ مسودہ پر بحث و تمحیص شروع ہو گئی۔

——— پشاور۔ ۹ ستمبر جرنیل نادر خان کا جریدہ "اصلاح" اپنی تازہ ترین اشاعت میں رقمطراز ہے۔ کہ جرنیل ممدوح کے قشون قاہرہ کابل پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔

——— شملہ۔ ۱۰ ستمبر۔ محکمہ خارجیہ اور محکمہ سیاسیات کی ایک کمیونک مظہر ہے۔ کہ فلسطین کے موجودہ تشویش انگیز حالات کے سلسلہ میں مسلمانوں کی اکثر نیابتیں مختلف حصص ہند سے حکومت ہند کے پاس پہنچی ہیں۔ ان کے جواب میں وزیر خارجیہ کی طرف سے ذیل کا جواب دیا گیا ہے شہنشاہ معظم کی حکومت مسلمانان ہند کے جذبات اور خیالات سے جو فلسطین کی موجودہ صورت حال سے متعلق ہیں۔ خوب واقف ہے۔ اور فرستادہ نیابت کی ایک نقل نائب وزیر ہند کے پاس روانہ کر دی گئی ہے برطانوی حکومت پرانے حقوق کا تحفظ کرنا اور نئی باتوں کو روکنا اپنا فرض خیال کرتی ہے۔

——— مدراس۔ ۱۰ ستمبر۔ جین مندر سے ۲۵ ہزار روپے کی مالیت کا ایک مرصع طلائی تاج چوری ہو گیا۔ پولیس نے مندر کے ایک سابق کلرک کو گرفتار کیا ہے۔

——— ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب کو ہز ایکسیلنسی وائسرائے کی طرف سے حسب ذیل برقی پیغام موصول ہوا ہے۔ "میں آپ کو ایک ہزار روپیہ اس فنڈ کے لئے بھیج رہا ہوں۔ جو پنجاب کے سیلاب زدہ لوگوں کی امداد و اعانت کے لئے کھولا گیا ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ تمام اقوام آپ کی اپیل پر لبیک کہیں گی۔ امید ہے۔ کہ آپ مصیبت زدوں کو میری گہری ہمدردی کا پیغام اور ان غیر سرکاری حکام کو جن کی مساعی سے بلاکشوں کو بڑی مدد ملی ہے۔ ان کی سرگرم جد و جہد کے لئے تحسین و اعتراف کے کلمات پہنچا دیں گے۔

——— شملہ۔ ۱۲ ستمبر۔ چمن کے سامنے برطانی حدود کے بالمقابل سپن بلاک کی جو افغانی چوکی ہے۔ اس کی فوج نے علم بغاوت بلند کر دیا ہے

——— پائونیر کے ایڈیٹر مسٹر ولسن نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ انہیں اخبار کی پالیسی کے متعلق اختلاف رائے ہونے کی وجہ سے ڈائرکٹروں کے کہنے پر مستعفی ہونا پڑا ہے۔

——— امرتسر ۱۲ ستمبر۔ اکالی کو معلوم ہوا ہے کہ گوردوارہ مال ٹیکری کے معاملات کے سلسلہ میں تحقیقات غالباً ۱۵ ستمبر کو شروع ہو گی نظام گورنمنٹ نے اس مطلب کے لئے کلکتہ ہائی کورٹ کے ایک جج کی خدمات حاصل کر لی ہیں۔

——— لاہور۔ ۱۲ ستمبر۔ آج بورسٹل جیل میں مقدمہ سازش لاہور کے پانچ ملزمان یعنی کمار سنہا۔ شو ورما۔ وجے کمار گھوش۔ جتندر ناتھ سانیال اور کشوری لعل نے بھوک ہڑتال ترک کر دی ہے۔

——— پشاور۔ ۱۲ ستمبر۔ یہاں یہ اطلاعات برابر موصول ہو رہی ہیں۔ کہ کابل میں ابھی تک یہ شبہ کیا جا رہا ہے۔ کہ جنرل نادر خان کو برطانیہ کی طرف سے امداد مل رہی ہے۔

——— لاہور۔ ۱۳ ستمبر۔ آج مسٹر داس نے بھوک ہڑتال کے ۶۳ ویں دن ایک بجکر ۵ منٹ پر دم توڑ دیا۔ ساڑھے چار بجے لاش مسٹر داس کے بھائی اور دوسرے لوگوں کے سپرد کر دی گئی۔ جلوس نکالا گیا۔ اور نعش صندوق میں بند کر کے کلکتہ لیجانے کیلئے سٹیشن پر پہنچائی گئی۔ جو ۱۴ ستمبر کی صبح کو بھیجدی گئی

——— بمبئی۔ ۱۲ ستمبر۔ مولانا محمد علی نے جنوبی افریقہ نہ جانے کا آخری فیصلہ کر لیا ہے۔

ممالک غیر کی خبریں!

——— طہران۔ ۹ ستمبر۔ شاہ امان اللہ خان کے وزیر محمود یعقوب خان شاہ ممدوح کے بھائی اور ان کے اہل و عیال طہران پہنچ گئے ہیں۔ اور سفیر افغانستان کے ہاں مقیم ہیں۔ توقع کی جاتی ہے۔ کہ عبدالعزیز سابق وزیر داخلہ افغانستان عنقریب ایران پہنچ جائیں گے۔

——— لنڈن۔ ۹ ستمبر۔ اصلاح انسانی کی جمعیت عالم کی جو کانفرنس لنڈن میں منعقد ہوئی۔ اس میں ریورنڈ ڈاکٹر ڈبلیو ایف گیلی کوب ڈی۔ ڈی۔ سی ایجر نے بیان کیا۔ کہ قدیم رومہ کی طرح طلاق باہمی رضامندی سے ہونی چاہیئے۔ اور کہا۔ کہ انگلستان جو پادریوں کے زیر اثر ہے۔ ابھی تک بہت پیچھے ہے۔

——— جنیوا۔ ۸ ستمبر۔ کل جمعیۃ الاقوام کی اسمبلی کے صدر مسٹر گیوریرو نے جمعیت کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ سر ایرک ڈرمنڈ اور کونسل کے صدر بطور مددگاران کے ساتھ تھے۔

——— اوٹاوا۔ ۹ ستمبر۔ دو خبر کے فرزندان آزادی کے فرقے نے مغربی کینیڈا میں ننگے ہو کر پریڈ کرنے کا مزید سلسلہ جاری کیا ہے۔ دو سو اشخاص نے جن میں اکثر عورتیں اور بچے تھے۔ وریلین دسکیشوان سے نیلسن ابرٹش کولمبیا تک جہاں اس فرقے کے ارکان جو حال ہی میں سزایاب ہوئے ہیں۔ حکم کا انتظار کر رہے تھے۔ جلوس بنا کر جانے کی کوشش کی۔ لیکن پولیس نے جلوس کو روک دیا۔

——— رگبی۔ ۱۰ ستمبر۔ دفتر مستعمرات نے اعلان کیا ہے۔ کہ فلسطین میں اب کامل امن و سکون ہے۔

——— لنڈن۔ ۱۰ ستمبر شاہی گماشتے نے دفتر مستعمرات کے لئے پولیس کے ایک سو سبکدوش شدہ اہلکاروں کو بھرتی کیا ہے جنہیں فلسطین بھیجدیا جائے گا۔

——— یروشلم۔ ۱۰ ستمبر مفتی اعظم نے رائٹر کے نمائندہ سے فرمایا کہ مسلمانان دہلی۔ کلکتہ۔ بغداد اور مکہ معظمہ کے برقی پیغام موصول ہوئے ہیں۔ جن میں تائید و حمایت کا وعدہ اور یہودیوں کی بے جا روش اور اعلان بالفور کے خلاف احتجاج کیا گیا ہے۔

——— عربوں کی مجلس انتظامیہ کے وفد نے سہ شنبہ کو ہائی کمشنر سے ملاقات کی۔ اور یہودیوں کے مظالم و جرائم کے متعلق بیان دیا۔ سر جان چانسلر ہائی کمشنر نے انہیں مشورہ دیا۔ کہ ان شکایات کو سر دست ملتوی رکھنا چاہیئے۔ اور برطانی کمیشن کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔

——— ہلسنگ فورس۔ ۹ ستمبر۔ فن لینڈ کا ایک دخانی جہاز متلاطم سمندر میں الٹ گیا۔ اور ایک منٹ کے اندر اندر غرق ہو گیا۔ یقین کیا گیا ہے۔ کہ ایک سو مسافر غرق ہو گئے ہیں۔

——— لنڈن۔ ۱۰ ستمبر۔ چیف ایسوسی ایشن پنجاب نے مسٹر ویجوڈ بن وزیر ہند کے اعزاز میں آج ایٹ ہوم دیا۔ مسٹر ویجوڈ بن نے کہا۔ میں نے غیر معمولی طور پر وزیر اعظم سے استدعا کی۔ کہ مجھے اس تقریب میں حاضر ہونے کے لئے بیس منٹ کی رخصت دی جائے۔ اس وقت کابینہ کی اہم مجلس ہو رہی ہے۔ اور آج تک ایسا واقعہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ کسی کابینہ

... ضیاء الاسلام پریس قادیان میں ... الکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔